مسئلہ تکفیر

اور

پاکستان کے آرڈیننس ۲۰

پر تبصرہ

اسلام میں آزادی ضمیر و آزادی مذہب

مسئلہ تکفیر

اور

پاکستان کے آرڈیننس ۲۰

پر

تبصرہ

از

الحاج مولانا بشیر احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ
قادیان

شائع کردہ
نظارت دعوت و تبلیغ قادیان، پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں آزادی ضمیر و آزادی مذہب

مسئلہ تکفیر

پاکستان کے آرڈیننس کا مسئلہ

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (سورہ مائدہ ع۱)

ترجمہ: جو لوگ کافر ہیں وہ آج تمہارے دین کو نقصان پہنچانے سے نا اُمید ہو گئے ہیں۔ اس لئے تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

نزولی ترتیب کے لحاظ سے قرآن مجید کی یہ آخری آیت ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن نازل ہوئی۔ اس آیت کے مطابق تمام دُنیا کے لئے صرف دین اسلام کو پسند کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ دین کامل ہے۔ اس میں کسی قسم کا عقلی یا نقلی

نقص نہیں۔ کسی باب میں ترمیم تنسیخ یا تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس دین کے علاوہ اب کسی اور مذہب یا طریق کار کی ضرورت نہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا کہ ادیانِ سماوی کا وہ آخری قانون جسے علیم و خبیر اور حکیم ہستی نے دنیا میں آسکنے والے تمام انقلاب و تغیرّات کی رعایت اور انسانی ضروریات کا لحاظ کر کے تعلیم فرمایا۔ اس میں اتنی جامعیت ہے کہ وہ انسان کے ہر دور میں کامل رہنمائی کر سکے۔

بعثتِ اُولیٰ میں سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوتِ قدسیہ اور شریعت کاملہ کے ذریعہ ایک عظیم انقلاب بپا فرمایا۔

عرب کی قوم جسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل علیہما السّلام نے توحید پر قائم فرمایا تھا وہ توحید کو چھوڑ کر مختلف بُتوں کی پُجاری بن چکی تھی۔ حتیٰ کہ بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بُت رکھے جا چکے تھے۔ بقول علّامہ حالّی ؎

قبیلے قبیلے کا بُت ایک جُدا تھا   کسی کا ھُبل اور کسی کا صفا تھا
یہ عزیٰ پہ وہ نائلہ پہ فِدا تھا   اس طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

(مسدس حالّی)

اور کیریکٹر و چال چلن کے لحاظ سے بھی ان کا بُرا حال تھا۔ علّامہ حالّی نے لکھا ہے۔

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ   ہر ایک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ   نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

گویا یہ قوم وحشی بن چکی تھی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس وحشی

اور غیر مہذّب قوم کو نسخۂ کیمیا قرآن مجید کے ذریعہ مہذب و با اخلاق بنایا ــــ اور با اخلاق ہی نہیں بلکہ با خدا بنایا اور با خدا سے خدا نما بنایا۔ وہ جو دن رات شراب پینے والے تھے وہ خدا کے آگے جھکنے والے بن گئے۔ اور وہ جو ایک دوسرے کے دشمن تھے ان کو بھائی بھائی بنا دیا۔

مذاہبِ عالم میں اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کے سامنے ایک ایسا لائحہ عمل پیش فرمایا، جس سے مذہب ایک معتدل اور متوازن ضابطہ حیات بن گیا۔ اسلام دُنیا کا واحد مذہب ہے جس نے رَبّ العالمین کا تصوّر پیش کیا۔ اور ربّ العالمین خدا کی وحدانیت کے اس تصور پر اسلامی تہذیب کی بنیاد رکھی۔

اسلام نے بتایا کہ ایک خدا کی مخلوق ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کا بھائی سمجھا جائے اور سب کو ایک حیثیت دی جائے اور سب سے برابر کا سلوک کیا جائے۔ مساوات۔ اخوّتِ انسانی اور رواداری کی تعلیم کا چارٹر حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں کے سامنے عرفات کے میدان میں پیش فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا۔

"اے لوگو سنو! میں آج جاہلیت کی تمام بے ہودہ رسموں اور تمام نازیبا دستوروں کے خاتمے کا اعلان کرتا ہوں۔ اور فرمایا! اے لوگو سُنو، تمہارا پروردگار ایک ہے۔ اور تمہارا باپ (یعنی آدمؑ) ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ تم سب ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ تم میں سے ہر ایک کی جان مال اور عزّت اس دن۔ اس

مہینہ اور اس شہر کی طرح معزز ہے۔ سنو کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت اور برتری نہیں مگر نیکی، تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر اور تمہاری عورتیں دیکھو ان کے معاملہ میں بھی تقویٰ اختیار کرنا۔ جس طرح تمہارے حقوق ان پر ہیں ان کے حقوق تم پر ہیں۔ اور تمہارے غلام۔ ہاں تمہارے غلام۔ دیکھو ان سے انصاف کا برتاؤ کرنا۔ ان کو وہ کھلانا جو تم کھاتے ہو، اور ان کو وہ پہنانا جو تم پہنتے ہو۔"

ہر انسان کو بتایا کہ اسے آزادی ضمیر حاصل ہے۔ اور مذہب کے بارے میں پوری پوری آزادی حاصل ہے۔ جس مذہب کو چاہے انسان اختیار کر سکتا ہے۔ اس بارے میں کسی قسم کا کوئی جبر اور زبردستی نہیں۔ قرآن مجید نے اعلان فرمایا ہے لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ دین میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں اس لئے مَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے ایمان نہ لائے اس میں ہر انسان کو آزادی حاصل ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اس تعلیم کو عملی رنگ میں پیش کیا۔ وہ کفارِ مکہ جو آپ کے جانی دشمن تھے۔ جنہوں نے آپ کو مکہ سے نکالا تھا۔ ان کی عام معافی کا اعلان کر کے آزادی مذہب اور رواداری کا بہت بڑا ثبوت دیا ہے۔ عام اعلان معافی کے بعد عکرمہ کی بیوی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دریافت کیا کہ میرا خاوند اسلام قبول کئے بغیر مکہ میں رہائش رکھ سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عکرمہ جو مکہ چھوڑ کر باہر جا رہا تھا حضور کے اس وعدہ پر کہ وہ غیر مسلم ہونے کی حیثیت سے مکہ میں رہ سکتا ہے۔ مکہ

میں رہائش پذیر ہوا۔ اور پھر آپ کے اخلاق کا گرویدہ ہو کر مسلمان ہوگیا۔ اور مسلمان ہونے کے بعد اسلام کے لئے بیشمار قربانیاں کیں۔

فتح مکہ کے موقع پر جب کہ دس ہزار نیک اور قدوسیوں کی جماعت آپ کے ساتھ تھی، آپؐ نے خون کا ایک قطرہ گرائے بغیر ایک عظیم الشّان انقلاب بپا فرمایا جو فاتح لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔

ایران میں کچھ عرصہ ہوا ایک انقلاب ہوا ہے جس کو اسلامی انقلاب کا نام دیا جا رہا ہے۔ لوگ دریافت کرتے ہیں کہ ایران میں ہونے والا خمینی انقلاب کیا اسلامی انقلاب ہے، میں کہا کرتا ہوں کہ اسلامی انقلاب دیکھنا ہو تو فتح مکہ کے انقلاب کو دیکھو جہاں حضورؐ نے خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر عظیم الشان انقلاب پیدا فرما دیا۔ اگر خمینی یا کسی اور مسلمان بادشاہ یا غیر بادشاہ نے ایسا ہی انقلاب بپا کیا ہے جیسا کہ رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور خون نہیں بہایا تو یقیناً وہ انقلاب اسلامی انقلاب کہلانے کا مستحق ہے لیکن اگر اس انقلاب میں سینکڑوں نہیں ہزاروں انسانوں کو مروایا گیا ہے اور تختہ دار پر چڑھایا گیا ہے تو پھر ہر سمجھدار یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ یہ انقلاب اسلامی ہے یا غیر اسلامی۔

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی میں اوپر یہ بیان کر رہا تھا کہ اسلام نے کامل مذہب ہونے کے ناطے آزادئ ضمیر اور آزادئ مذہب کا سبق سکھایا اور رواداری کے بیشمار نمونے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں پیش کئے۔ نجران کے عیسائیوں کو حضورؐ نے مسجدِ نبوی میں عبادت کی اجازت دے کر رواداری کی ایک اہم مثال قائم فرمائی۔

اسلام کے کامل مذہب اور شریعتِ اسلامیہ قرآن مجید کے جامع ہونے کے

ہوئے۔ اسلام کمزور ہوا۔ دجّالیت کے طوفان نے اس صدی میں پُورے کرّہ اَرض کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مسلمان ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے جاری ہوئے۔ مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب کا نظارہ نظر آنے لگا صدہا اسلامی ریاستیں خاک میں مل گئیں اور بقول علّامہ حالیؔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ؎

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں بتّی ہے نہ دیا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ قضاء ہے
فریاد اے کشتیٔ اُمّت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے (مسدس حالیؔ)

چنانچہ عین اس وقت جب کہ اُمّتِ محمدیہ کی کشتی ڈگمگا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو بچانے کے سامان بہم پہنچائے۔ اور امام مہدی علیہ السّلام کو سرزمین قادیان (پنجاب۔ ہندوستان) میں مبعوث فرمایا۔ یہ وجود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا تھا جنھوں نے یہ آواز بلند فرمایا:

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحُ جَاءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آپ نے فرمایا:

"مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مُطہّر وحی سے یہ خبر دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات

کا حکم ہوں"۔ (اربعین نمبر۱ صفحہ۲)

آپ کے اس دعوی پر دو صورتیں پیدا ہوئیں جو ہر نبی اور مامور کے وقت ہوا کرتی ہیں۔ نیک فطرت رکھنے والے آنے والے مامور کو شناخت کر لیتے ہیں اور اس کو قبول کرتے ہوئے اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ لیکن وہ جو اپنے آپ کو مذہب کا ستون سمجھتے ہیں اور مذہبی لیڈر کہلاتے ہیں وہ انکار کر دیتے ہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ (سورۃ یٰسٓ)

یعنی افسوس بندوں پر کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر انھوں نے اس کے ساتھ استہزا کیا اور اس کی مخالفت کی۔

سیّدنا حضرت ابوبکرؓ نے پہلی ہی ملاقات میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کا اقرار کر لیا۔ لیکن حاجی ابوجہل، عُتبہ، شیبہ اور دیگر مُشرکین عرب نے آپ کا انکار کیا اور آخر دم تک آپ پر ایمان نہ لائے۔ حتیٰ کہ جنگِ بدر میں کیفر کردار کو پہنچے، بعینہٖ اسی طرح کچھ تو وہ تھے جو دعویٰ سے قبل ہی حضرت مرزا صاحب علیہ السّلام کو دیکھ کر یہ کہہ رہے تھے ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

بہت سے نیک فطرت لوگوں نے آپ کو قبول کیا۔ آپ پر ایمان لانے والوں میں علماٗ بھی تھے۔ صوفیاٗ بھی تھے۔ وکلاٗ اور ادباٗ بھی تھے۔ لیکن ایمان لانے والے وہ تھے جو بظاہر غریب سمجھے جاتے ہیں۔

❖ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشگوئی تھی کہ

"جب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو علمائے زمانہ سے بڑھ کر ان کا کوئی کھلا دشمن نہ ہوگا۔ کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کے ماننے سے ان کا اپنا اثر و رسوخ جاتا رہے گا۔" (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰)

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے دعوی مسیحیت و مہدویت پر علماء میں سے سب سے پہلے مزاحمت کرنے والے مولوی محمد حسین بٹالوی تھے۔ یہ وہی مولوی محمد حسین صاحب ہیں جنھوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں حضرت مرزا صاحب کے بارے میں اس وقت جب کہ اسلام کے حق میں براہین احمدیہ نامی اپنی مشہور کتاب شائع کی، تب یہ کہا تھا کہ

"مؤلف براہینِ احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے واللہ حسیبہٗ شریعتِ محمدیہ پر قائم، پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں۔"

(اشاعت السنہ جلد ۷ نمبر ۹)

اور براہین احمدیہ کے بارے میں اپنے اسی رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھا کہ

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔"

لیکن حضور کا دعوی مسیحیت و مہدویت سنتے ہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے پورے ملک کا دورہ کیا اور حضور کو عقائدِ قدیمہ اسلامی کا رہزن قرار دے کر ایک استفتاء تیار کرایا اور علماء سے آپ کے خلاف کفر و ارتداد کے فتوے حاصل کئے۔ اور اسے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کرکے زبردست طوفان بپا کرایا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایذا دہی، تقریری و تحریری مقابلے، قتل کے منصوبے آپ کے بارے میں کیئے گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے خدا پر کامل یقین تھا۔ کیونکہ آپ خوب جانتے تھے کہ خدا آپ کے ساتھ ہے اور آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اور مولویوں کے فتوے آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۹۲ء میں ایک اشتہار شائع فرمایا اس میں آپ نے تحریر فرمایا:

"یہ عاجز خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر ایک طرف سے اس زمانہ کے علما کی آوازیں آ رہی ہیں کہ لَسْتَ مومناً اور اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ ندا ہے کہ قُلْ اِنِّی اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْن۔ ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیخ کنی کرو اور ایک طرف الہام ہوتا ہے یتربصون علیکم الدوائر علیھم دائرۃ السوء اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کریں۔ اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے کہ اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ اَللّٰہُ اَجْرَکَ۔ اَللّٰہُ یُعْطِیْکَ جَلَالَکَ اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتویٰ لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے الہام پر متواتر زور دے رہا ہے کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھئے فتح کس کی ہوتی ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد ۳ صہ ۱۰۷)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مولویوں کی مخالفت اور فتویٰ کفر کے بارے میں پہلے سے بذریعہ الہامات آگاہی فرما دی تھی۔ تکفیر کے فتوؤں کی اطلاع دیتے ہوئے الہامات میں

اللہ تعالیٰ نے آپ کو موسیٰ قرار دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ جس طرح موسیٰ کے مقابلے میں فرعون اور اس کے ساتھیوں نے طرح طرح کے مکر و فریب کئے تھے اسی طرح آپ کے مخالف بھی کریں گے۔ چنانچہ ۱۸۸۳ء میں آپ کو الہام ہوا۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْ کَفَرَ۔ اَوْقِدْ لِیْ یَا ھَامَانُ لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ اِلٰی اِلٰہِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ

ترجمہ: یاد کرو جب منکر نے بغرض کسی مکر کے اپنے رفیق کو کہا کہ کسی فتنے یا آزمائش کی آگ بھڑکا تا میں موسیٰ کے خدا پر یعنی اس شخص کے خدا پر مطلع ہو جاؤں کہ کیونکر وہ اس کی مدد کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہے یا نہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں یہ کسی آئندہ واقع کی طرف اشارہ ہے جو بصورتِ گذشتہ بیان کیا ہے۔

"یاد رہے اس وحی الٰہی میں دونوں قرائتیں ہیں کَفَرَ بھی اور کَفَّرَ بھی۔ اگر کفّر کی قرأت کی رُو سے معنی لئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ پہلے شخص مستفتی میرے پر اعتماد رکھتا ہوگا اور معتقدین میں داخل ہوگا اور پھر بعد میں برگشتہ اور منکر ہو جائے گا۔ اور یہ مولوی محمد حسین بٹالوی پر بہت چسپاں ہے جنھوں نے براہین احمدیہ کے ریویو میں میری نسبت ایسا اعتقاد ظاہر کیا کہ اپنے ماں باپ بھی میرے پر فدا کر دے۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صد ۳۵۴)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

"یہ پیشگوئی قریباً فتویٰ تکفیر سے بارہ برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے یعنی جب کہ مولوی ابوسعید محمد حسین نے یہ فتویٰ تکفیر

لکھا اور میاں نذیر حسین دہلوی کو کہا کہ سب سے پہلے اس پر مہر لگائے اور میرے کفر کی نسبت فتویٰ دے دیا۔ اور تمام مسلمانوں میں میرا کافر ہونا شائع کر دیئے۔"

فتویٰ تکفیر کے بارے میں ان الہامات سے پہلے ۱۸۸۰ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ یہ بتا چکا تھا کہ۔

❁ "اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ ۔ یعنی میں اس کی اہانت اور تذلیل کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ بھی کرے گا۔"

اور ۱۸۸۲ء کے الہامات میں فرمایا:

❁ یَنْصُرُكَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ ۔ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے، جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۰)

چنانچہ مولوی محمد حسین اور کفر کا فتویٰ لگانے والے اس کے دوسرے ساتھی سخت ذلیل و خوار، اور حسب وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کی مدد فرمائی اور جماعت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ترقی کرتی چلی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین بالخصوص علمائے کرام کو توجہ دلائی کہ وہ آپ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں، اور دعاؤں اور استخارہ سے اس سے مدد طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرمائیگا چنانچہ جن لوگوں نے ایسا کیا خدا نے ان کی مدد فرمائی اور ان پر حق کھول دیا۔ بطور

مثال ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اِزالۂ اوہام نامی کتاب تحریر فرمائی مختلف لوگوں کو یہ کتاب ارسال کی۔ بمبئی میں ایک تاجر تھے جن کا نام اسماعیل آدم تھا۔ ان کو بھی یہ کتاب بھیجی۔ انھوں نے جب اس کتاب کو پڑھا تو ان پر یہ اثر ہوا کہ یہ کتاب بڑی مُدلّل ہے۔ اس کے بارے میں اپنے پیر سے رائے لینی چاہی۔ ان کے پیر سندھ میں تھے جن کا نام سید رشید الدین صاحب تھا اور یہ پیر صاحب العَلَم یعنی جھنڈے والے پیر کے نام سے مشہور تھے۔ انھوں نے یہ کتاب پیر صاحب کو بھیجتے ہوئے ایک خط لکھا کہ یہ کتاب میرے پاس پنجاب سے آئی ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، اور ان کی جگہ اس کتاب کے مصنف یعنی مرزا غلام احمد صاحب بطور مثیل مسیح کے تشریف لائے ہیں مزید لکھا کہ ہم تو دُنیا دار لوگ ہیں اور آپ دُعا گو بزرگ ہیں۔ آپ دُعا کر کے ہمیں بتائیں اگر یہ بزرگ سچا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں اور اگر جھوٹا ہے تو ہم اس سے بچ سکیں اس بزرگ پیر کی عمر اس وقت (۸۰) سال سے اُوپر ہی تھی۔ انھوں نے اس بارے میں دُعا کی۔ اور دُعا کے بعد جناب اسماعیل آدم صاحب کو خط لکھا۔ جس میں تحریر کیا کہ آپ کی بھیجی ہوئی کتاب ہمیں ملی۔ اور آپ کے لکھنے کے مطابق میں نے دُعا بھی کی۔ پیر صاحب نے لکھا کہ دُعا کرنے پر مجھے جو کچھ علم ہوا وہ میں تحریر کر رہا ہوں۔

(۱) پہلی بات آپ نے یہ تحریر کی کہ ہمارا یہ طریق ہے کہ ہم مغرب کی نماز کے بعد حلقہ بنا کر اجتماعی رنگ میں دُعا کرتے ہیں۔ آپ کے خط کے مطابق میں اس معاملے کو سامنے رکھ کر دُعا کر رہا تھا کہ ایک دن جب مغرب کی نماز کے بعد حلقہ بنا کر ہم

کئی ایک احباب بیٹھے تھے اور میں دُعا میں مصروف تھا کہ سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کشفی طور پر میرے سامنے آگئے اور میں نے حضور سے پُوچھا۔ یا حضرت یہ مرزا غلام احمد قادیانی کون شخص ہے۔ اپنے دعویٰ میں سچّا ہے یا جھوٹا۔ تو حضور نے فرمایا: "از ما است" یعنی وہ ہم سے تعلق رکھتا ہے۔

(۲) دوسری بات آپ نے یہ لکھی کہ ہمارا طریق ہے کہ ہم عشاء کی نماز کے بعد کسی سے کلام نہیں کرتے۔ اور بستر پر لیٹ جاتے ہیں اور دُعا کرتے ہوئے سو جاتے ہیں۔ ایک رات میں دُعا کر کے سویا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خواب میں ملے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ مرزا غلام احمد کے بارے میں بتائیے۔ وہ سچّا ہے یا جھوٹا۔ مولوی لوگ تو اسے کافر قرار دے رہے ہیں۔ حضور نے جواب میں فرمایا: "در عشق کے ما دیوانہ است" (مرزا غلام احمد تو ہمارا عاشق ہے) اور ہمارے عشق میں دیوانہ ہے۔

(۳) تیسری بات آپ نے یہ لکھی کہ ہمارا طریق ہے کہ ہم تہجّد کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں اور تہجد کی نماز سے فارغ ہونے پر اگر کچھ وقت اذان میں ہوتا ہے تو آرام کے لئے تھوڑی دیر لیٹ جاتے ہیں، لیکن اس وقت سوتے نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ جب کہ تہجّد کی نماز میں نے ادا کرلی اور اذان نہیں ہوئی تھی کہ میں کچھ دیر کے لئے لیٹ گیا۔ میں ابھی لیٹا ہی تھا کہ کشفی طور پر سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے سامنے آگئے۔ میں نے حضور کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! مرزا غلام احمد پر علمائے زمانہ کفر کے فتوے لگا رہے ہیں۔ آپ صاف صاف بتائیے وہ سچّا ہے یا جھوٹا ہے۔ حضور نے تین بار فرمایا۔ ھُوَ صَادِقٌ، ھُوَ صَادِقٌ، ھُوَ صَادِقٌ۔ یعنی وہ سچّا ہے۔ وہ سچّا ہے، وہ سچّا ہے۔

اس تفصیل کے بعد لکھا کہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ۔ وہ ہم نے لکھ دیا ۔ اب ماننا یا نہ ماننا آپ کا اپنا کام ہے ۔

پیر صاحب موصوف نے اس کے بعد حضور کی خدمت میں بھی بیعت کا خط لکھا اور یہ تمام واقعہ لکھتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ میں اگرچہ عمر رسیدہ ہوں ۔ اور ۸۰ سال کے اوپر میری عمر ہے تاہم اگر آپ فرمائیں گے تو میں خود حاضر خدمت ہو کر دستی بیعت کروں گا ۔ لیکن حضور نے آپ کی بیعت کو قبول فرمایا اور فرمایا کہ

"آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں آپ کی بیعت قبول کی جاتی ہے"

فتویٰ تکفیر کے سلسلے میں ۱۸۸۳ء کے بعد ۱۹۰۰ء میں پھر حضور کو کچھ الہامات ہوئے ، جو اس طرح ہیں ۔

جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ ۔ وَمَنْ رُدَّ مِنْ مَطْبَعِہٖ فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ۔ وَاِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْ کَفَّرَ ۔ اَوْقِدْ لِیْ یَا ھَامَانُ لَعَلِّیْٓ اَطَّلِعُ عَلٰٓی اِلٰہِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ۔ مَاکَانَ لَہٗٓ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْھَا اِلَّا خَآئِفًا ۔ وَمَآ اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰہِ ۔ اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ ۔ وَاللّٰہُ مُوْھِنُ کَیْدِ الْکَافِرِیْنَ ۔

ترجمہ : یہ خدا کا رسول ہے ، نبیوں کے حلّوں میں ۔ جو شخص اس کے مطبع سے رد کیا گیا اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ۔ اور یاد کر وہ آنے والا زمانہ جب کہ ایک شخص تیرے پر تکفیر کا فتویٰ لگائے گا ۔ اور اپنے کسی ایسے شخص کو جس کے فتویٰ کا دنیا پر عام اثر ہوتا ہو ، کہے گا کہ اے ہامان میرے اس فتنہ کی

آگ بھڑکاتا میں اس شخص کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں خیال کرتا ہوں
کہ یہ جھوٹا ہے ۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور وہ بھی ہو گیا۔
(یعنی جس نے یہ فتویٰ لکھا یا لکھوایا) اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں
دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے ...... اور پھر فرمایا کہ اس فتویٰ تکفیر سے
جو کچھ تکلیف تجھے پہنچے گی وہ تو خدا کی طرف سے ہے ۔ یہ ایک فتنہ ہو گا
پس صبر کرو جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا ۔ اور آخر خدا منکرین کے
مکر کو سُست کر دے گا ۔ (تذکرہ صہ ۱۷۴)

ان الہامات کی روشنی میں علمائے سُو نے ایک ایسے حاکم کو تیار کیا جس نے فرعون کا کردار ادا کرتے ہوئے ایک وقت مقرر کر کے بحث کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت پر صرف کفر کا فتویٰ ہی نہیں لگایا بلکہ جملہ اُمور کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کو غیر مُسلم قرار دیا۔ میری مُراد سابق وزیر اعظم پاکستان ذُوالفقار علی بھٹو سے ہے جس نے پاکستان اسمبلی میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثالث کو بُلایا اور کئی دن کی بحث کے بعد جماعت احمدیہ کو غیر مُسلم (Not Muslim) قرار دے دیا ۔ اس نے یہ کام کس لالچ میں کیا اور کیوں کیا ۔ اس لئے کہ علمائے سُو نے بھٹو سے یہ کہا تھا کہ اگر تم ۹۰ سالہ قادیانی مسئلہ حل کرو گے تو ہم تمہارے جوتوں کی پالش اپنی داڑھیوں سے کریں گے قادیانی مسئلہ حل کرنے کے پیچھے دراصل بھٹو کی سیاست ، اپنی کرسی کو بچانے کے لئے تھی ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہی الہامات کے سلسلے میں آگے چل کر فرمایا :

☆ يُخَوِّفُونَكَ مِنْ دُونِهِ ۔ اَئِمَّةُ الْكُفْرِ ۔ لَا تَخَفْ اِنَّكَ
اَنْتَ الْاَعْلٰى ۔ يَنْصُرُكَ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ ۔ اِنَّ يَوْمِي لَفَصْلٌ

عَظِیْمٌ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی ۔ (تذکرہ صفحہ ۳۷۳)
یعنی کفر کے پیشوا تجھے ڈرائیں گے تو مت ڈر تو غالب رہے گا ۔ ہر ایک
میدان میں (وہ مذہبی ہوں یا سیاسی) خدا تیری مدد کرے گا ۔ میرا دن ایک
بڑے فیصلہ کا دن ہے ۔ میری طرف سے یہ وعدہ ہو چکا ہے کہ میں اور میرے
رسول فتح یاب رہیں گے" ۔

پھر فرمایا : وَ نمزق الاعداء کل ممزقٍ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ
کریں گے ۔ اور ہم فرعون اور ہامان اور اس کے لشکروں کو وہ کچھ دکھا دیں گے
جس سے وہ ڈرتے ہیں ۔

جماعت احمدیہ پر جب بھٹو جیسے فرعون اور ظالم حاکم کا وقت آیا تو یہ خلافت ثالثہ کا دور تھا جس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۶ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا :

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفۂ ثالث بنائے ، ابھی سے یہ بشارت
دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی
اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی" ۔ (تقریر ۱۹۵۶ء)

کیا حال ہوا بھٹو اور اس کی حکومت کا ۔ وہ کرسی جس کی مضبوطی کے لئے یہ سب مکر کیا گیا وہ ریزہ ریزہ ہو گئی اور بھٹو خود تختۂ دار پر چڑھایا گیا ۔ سچ ہے یہی انجام ہوتا آیا ہے ۔ فرعونوں کا ہامانوں کا ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

تیرے احساں مرے سر پر ہیں بھارے ۔۔۔ چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے ۔۔۔ ہمارے کر دیئے اونچے منارے

مقابل پہ میرے یہ سب لوگ ہارے کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے نہ رُک سکے ان سے مقصد ہمارے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے لگانے کی تدابیر کا ذکر پھر اس کے بعد بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تُخَاطِبْنِی فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُغْرَقُوْن۔ وَاِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا۔ اَھٰذَا الَّذِی بَعَثَ اللّٰہُ۔ وَ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْ کَفَّرَ اَوْقِدْ لِیْ یَا ھَامَانُ لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ عَلٰی اِلٰہِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکَاذِبِیْن۔ (تذکرہ ص ۳۹۹)

ترجمہ: اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ کلام نہ کر وہ تو ایک غرق شدہ قوم ہے اور تجھے ان لوگوں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ کیا یہی ہے جو خدا نے مبعوث فرمایا۔ اور تیری طرف دیکھتے ہیں اور تو انہیں نظر نہیں آتا اور یاد کرو وہ وقت جب تیرے پر ایک شخص سراسر مکر سے تکفیر کا فتویٰ دے گا ۔۔۔۔ اور پھر فرمایا کہ وہ اپنے بزرگ ہامان کو کہے گا کہ اس تکفیر کی بنیاد تو ڈال کہ تیرا اثر لوگوں پر بہت ہے اور تو اپنے فتویٰ سے سب کو افروختہ کر سکتا ہے سو تو سب سے پہلے اس کفر نامہ پر مہر لگا تا سب علماء بھڑک اٹھیں اور تیری مہر کو دیکھ کر وہ بھی مہریں لگا دیں اور تا کہ میں دیکھوں کہ خدا اس شخص کے ساتھ ہے یا نہیں کیونکہ میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں (تب اس نے مہر لگا دی)

ان الہامات کے مطابق ظالموں کا ایک اور ٹولا سامنے آتا ہے جو بھٹو کے بعد

ایک اور فرعون کو سامنے لائے جس نے اَنَا رَبُّکُمُ الاَعلیٰ کہتے ہوئے احمدیوں کے لئے انتہائی ظالمانہ آرڈیننس نمبر ۲۰ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو جاری کیا۔

اس آرڈیننس کے مطابق احمدی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کے نام سے نہیں پکار سکتے، اور نماز سے قبل لوگوں کو نماز کی ادائیگی کے لئے بلانے کی غرض سے اذان نہیں دے سکتے۔ اگر احمدی اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کریں گے تو ان کو تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جائے گا۔

اس آرڈیننس پر جناب مجیب الرحمٰن صاحب احمدی ایڈوکیٹ کی طرف سے وفاقی شرعی عدالت میں اپیل کرتے ہوئے کہا گیا کہ آرڈیننس قرآن مجید اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اور اس کے لئے دلائل پیش کئے ۱۵ جولائی ۸۴ء سے ۱۱ اگست ۸۴ء تک بیس مختلف ایّام میں اس کی سماعت وفاقی شرعی عدالت نے کی۔ اور بالآخر مورخہ ۱۲ اگست ۸۴ء کو ایک فیصلہ دیا، جس کا لُبِّ لُباب یہ ہے کہ یہ آرڈیننس قرآن مجید اور سنّتِ رسول اللہ کے خلاف نہیں ہے۔ اصل فیصلہ تو ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ پاکستانی اخبارات میں اس کی کچھ تفصیل آئی ہے جس کو میں نے بغور پڑھا ہے۔ میں اس فیصلے کے بارے میں پہلے کچھ مذہبی نقطۂ نگاہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وفاقی شرعی عدالت کے سامنے اِشو یہ پیش کیا گیا ہے کہ صدر پاکستان کا آرڈیننس نمبر ۲۰، مجریہ ۲۶ اپریل ۸۴ء خلافِ قرآن اور سُنّت ہے۔ جس کے لئے احمدی وکلاء نے دلائل پیش کئے۔ اب ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اس امر کے دلائل پیش کئے جاتے کہ قرآن مجید کی فلاں فلاں آیت سے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی فلاں فلاں حدیث سے یہ ثابت ہے کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ لیکن ایسی کوئی دلیل پیش کرنے

کی بجائے شروع ہی میں ختمِ نبوّت کے معاملے پر بحث کی گئی ہے۔ اور اس کی ابتدا یوں کی گئی ہے۔

"آرڈیننس پر ہونے والے مختلف دفعات کے اثرات کی وضاحت کرنے سے پہلے یہ مناسب ہوگا کہ ختمِ نبوّت کے مسلمانوں کے تصوّر پر روشنی ڈالی جائے۔ جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں بنیادی فرق کا موجب ہے، اور جو کہ سیکنڈ آئینی ترمیم کی بنیاد ہے۔"

اس کے بعد ختمِ نبوّت پر بحث کرتے ہوئے مختلف تفاسیر کے حوالے دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آسکتا۔ اور اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ وہ ضرور آئیں گے۔ لیکن وہ بحیثیت اُمّتی آئیں گے اور اس کے بعد حضرت مرزا غلام احمد جو امام مہدی اور مسیح موعود ہیں کی شان میں نہایت ہی گھٹیا زبان استعمال کر کے حضور کو گالیاں دی گئی ہیں اور مظلوم احمدیوں کا دل دُکھایا گیا ہے۔

اب وفاقی شرعی عدالت کا فرض تو یہ تھا کہ سب سے پہلے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ایسے دلائل بیان کرتی جس سے ثابت ہوتا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔
اب ختمِ نبوّت کا جو فرق بیان کیا گیا ہے یہ تو دو مسلمان فرقوں کے درمیان ہے....

احمدی بھی بحیثیت ایک مسلمان فرقہ ہونے کے قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین تسلیم کرتے ہیں اور غیر احمدی بھی آپ کو خاتم النبیّین مانتے ہیں، فرق تو صرف تشریح میں ہے۔ کہ احمدی حضرات خاتم النبیّین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو ظاہر کرتے ہیں، اس کے برعکس غیر احمدی یہ کہتے ہیں کہ اب انعامِ نبوّت بالکل ختم ہوگیا اور اب آئندہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے مسلمانوں کو کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکے گا۔ بہر حال اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کے خلاف ختمِ نبوت کے معاملے کو سامنے رکھ کر ۱۹۵۳ء میں بھی پاکستان میں فسادات ہوئے تھے۔ اس وقت حکومت نے ایک انکوائری عدالت قائم کی تھی جو جسٹس مُنیر احمد اور جسٹس کیانی پر مشتمل تھی۔ اس عدالت نے اس وقت مختلف مسلمان علماء کو بُلایا۔ اور اُن سے پوچھا کہ آپ لوگ جو احمدیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں تو آپ لوگ بتائیں کہ از رُوئے قرآن مجید و احادیث صحیحہ مسلمان کی تعریف کیا ہے۔ چنانچہ مختلف علمائے کرام پیش ہوئے، جیسے ابوالحسنات صاحب صدر جمعیتہ العلمائے پاکستان۔ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی، غازی سراج الدین صاحب، حافظ کفایت حسین صاحب (شیعہ نمائندہ) عبدالحامد بدایونی وغیرہ ہر ایک نے اپنے اپنے نظریہ کے مُطابق مسلمان کی تعریف کی۔ جملہ نمائندوں کی بیان کردہ مسلمان کی تعریف کو انکوائری کمیشن نے سُنا اور ان پر سوالات بھی کئے۔ اور اس کے بعد لکھا:

"ان متعدد تعریفوں کو جو عُلمائ نے پیش کی ہیں، پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے۔ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بُنیادی اُمور پر متفق نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنی طرف سے مسلم کی کوئی تعریف کر دیں گے جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اور اگر عُلمائ میں سے کسی ایک ہی تعریف کو اختیار کرلیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام عُلماء کی تعریف

کی رُو سے کافر ہو جائیں گے۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صد ۲۳۱)

عُلمائے کرام کی تعریفوں کو دیکھتے ہوئے تو کوئی فرقہ بھی مسلمان نہیں، ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے رہا ہے۔

اب آیئے ایک اور عالم صاحب کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے، جو انہوں نے ان علمائے کرام کے بارے میں دیا ہے۔ جنھوں نے تحقیقاتی عدالت کے سامنے پیش ہو کر مسلمان کی تعریف کی ہے۔ آپ ہیں پنجاب کے مشہور اہلِ حدیث خاندان کے چشم و چراغ جناب مولانا محی الدین صاحب لکھوی، جو سنہ ۱۹۵۴ء میں ایم ایل اے بھی تھے آپ ان دنوں ضلع لاہور کا دورہ کر رہے تھے۔ چنانچہ چُونیاں ضلع لاہور میں ایک مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہر وہ شخص جو پنج گانہ نماز ادا کرتا ہے، مسلمان ہے۔ خواہ وہ کوئی بھی عقیدہ رکھتا ہو.... تحقیقاتی عدالت میں کسی عالم دین کو مسلمان کی تعریف کرنا نہیں آئی۔ حالانکہ حدیث کی رُو سے مسلمان وہ ہے جو حدیث مَن صَلّٰی صَلوٰتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیحَتَنَا پر عامل ہے

اس موقع پر انہوں نے تمام علماء کو جاہل قرار دیا۔

ایک شخص نے اُٹھ کر دورانِ لیکچر پوچھا کہ

قادیانیوں کے بارے میں جناب کا کیا خیال ہے جب کہ وہ اس حدیث پر عامل ہیں۔ مولانا نے فوراً جواب دیا۔ قادیانی مُسلمان ھیں۔"

(بحوالہ الاعتصام ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۵۴ء)

مزید ملاحظہ فرمائیے:

سنہ ۱۹۵۴ء میں پاکستان میں ایک بہت بڑے عالم دین کی طرف سے مودودی جماعت

پر یہ فتویٰ صادر کیا گیا کہ یہ جماعت گمراہ ہے۔ اس کے عقائد اہلِ سنّت والجماعت کے خلاف ہیں، یہ جماعت بد دین ہے۔ اس کے اصول درجۂ کفر و ضلالت تک پہنچانے والے ہیں۔ ان سے علیحدہ رہنا اشد ضروری ہے۔

ان دنوں مودودی جماعت کا ایک پندرہ روزہ اخبار "المنبر" چنیوٹ سے نکلتا تھا۔ المنبر کے مدیر مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف نے یہ فتویٰ اپنے اخبار میں شائع کیا اور اس کے جواب میں "تکفیرِ مسلم کی حیثیت" کے زیرِ عنوان یہ لکھا:

"اس سلسلے میں سب سے پہلے مسئلہ سامنے یہ آتا ہے کہ ایسے شخص کو یا گروہ کو جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے کافر کہنے کے لئے کیا کسی احتیاط کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اور شریعتِ اسلامیہ نے اس بارے میں جو ہدایات دی ہیں وہ کیا ہیں۔ سب سے پہلے قرآن مجید سے ہمیں اس سوال کا جواب یہ ملتا ہے کہ لَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ (سورۃ النساء آیت ۹۵)

اس کا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا پیش کیا جو یہ ہے۔

"اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے" دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں" یہ مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں۔ کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں۔ پھر اللہ نے تم پر احسان کیا، سو غور کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری پوری خبر رکھتا ہے"۔ (المنبر ۵ اگست ۱۹۵۴ء)

احمدی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور ہم مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف کے الفاظ میں ہی ان علمائے سے جو ہمیں کافر کہتے ہیں یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ :" ایسے شخص کو یا گروہ کو جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے کافر کہنے کے لئے کیا کسی احتیاط کی ضرورت ہے یا نہیں؟"

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں جسٹس محمد منیر و جسٹس کیانی لکھتے ہیں :

"یہ مسئلہ بنیادی طور پر اہم ہے کہ فلاں شخص مسلم ہے یا غیر مسلم ۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکثر ممتاز علمائے سے یہ سوال کیا کہ وہ مسلم کی تعریف کریں۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر مختلف فرقوں کے علمأ احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کو نہ صرف اس فیصلے کی وجوہ روشن ہوں گی بلکہ وہ مسلم کی تعریف بھی قطعی طور پر کر سکیں گے ۔ کیونکہ اگر کوئی محقق یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصوّر موجود ہے کہ مسلم کس کو کہتے ہیں۔ تحقیقات کے اس حصہ کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صـ ۲۳۱)

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کا بھی یہی حال ہے ۔ اس نے کوئی جامع اور مانع تعریف مسلم کی قرآن مجید اور احادیث سے پیش نہیں کی اس لئے آرڈیننس نمبر ۲۰ مجریہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء سراسر قرآن اور سُنّت کے خلاف ہے ۔ کیونکہ احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں۔ خدا کے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لاتے ہیں۔ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل ہیں۔ پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں ، روزے رکھتے

ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور حسبِ توفیق حج بھی کرتے ہیں۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۶۷ء میں حج کرنے کا موقع ملا ہے۔ اور اسی سال جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے بھی حج کیا۔ اسی سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ممالک سے (۲۷۵) احمدی حج کے لئے مکّہ مکرمہ تشریف لائے ہوئے تھے۔

احمدی باجماعت نماز مساجد میں جاکر ادا کرتے ہیں۔ اور باجماعت نماز سے قبل اذان دیتے ہیں۔ احمدی پاکستان میں ہی نہیں دُنیا کے مختلف علاقوں میں مساجد بنا رہے ہیں۔ چنانچہ یُورپ، امریکہ، مشرقی و مغربی آفریقہ، انڈونیشیا، سنگاپور کے مختلف جزائر میں احمدیوں نے سینکڑوں مساجد تعمیر کیں ہیں۔

(۷۰۰) سال بعد احمدیوں کو ہی اللہ نے توفیق دی ہے کہ انہوں نے قرطبہ (اسپین) میں ایک عالی شان مسجد بنا کر اسلام کا علم بلند کیا ہے اسی طرح آسٹریلیا میں بھی احمدیوں نے حال ہی میں مسجد بنائی ہے۔

قرآن مجید کے تراجم جماعت احمدیہ مختلف زبانوں میں پیش کر رہی ہے اور دشمن بھی اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ احمدی قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے اسلام کو امن اور سلامتی کے مذہب کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ مودودی اخبار "المنیر" نے فروری ۱۹۵۶ء میں لکھا۔

"قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں ان میں اولیت اس جدوجہد کو حاصل ہے جو اسلام کے پھیلانے کے لئے یہ لوگ غیر مُسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔

تثلیث کو باطل کرتے ہیں۔ سیّد المرسلین کی سیرتِ طیبہ کو پیش کرتے ہیں ان ممالک میں مساجد بنواتے ہیں اور جہاں کہیں ممکن ہو اسلام کو امن اور سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔"

پھر اسی اخبار المنبر نے ۱۰ اگست ۱۹۵۶ء میں لکھا:

"۱۹۵۴ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں، قادیانی عین انہی دنوں ڈچ اور سپین اور غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ قرآن کو مکمل کر چکے تھے۔ اور وہ انڈونیشیاء کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کر کے گویا زبان حال وقال سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم جماعت جو اس وقت جب کہ آپ ہمیں کافر قرار دینے کے لئے پَر تول رہے ہیں ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔"

میں نے شروع میں بتایا تھا جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بارے میں خدا کی طرف توجہ دی ان کی اللہ تعالیٰ نے راہنمائی فرمائی اور ان پر حضور کی صداقت کھول دی۔ آج بھی سندھ میں ایک پیر صاحب نے اعلان کیا کہ احمدی سچے ہیں۔ اور ان کے خلاف جو فتویٰ کفر لگایا گیا ہے، اور غیر مسلم ہونے کا الزام لگایا گیا ہے، وہ سراسر ظلم ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ اسلام کی خدمت کرنے والی جماعت ہے۔ یہ پیر صاحب بھی (۹۰) سال کے بزرگ ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ مجھے اس بات سے بہت صدمہ ہوا کہ جماعت احمدیہ جو

اسلام کی خدمت کا فریضہ ادا کر رہی ہے اسے غیر مسلم بنایا گیا ہے ۔ انہوں نے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کی ۔ وہ کہتے ہیں :

" مجھے آواز آئی کہ قرآن کھولو ۔ میں نے دل میں کہا کہ قرآن مجید تو میں روز کھولتا ہی ہوں اور پڑھتا بھی ہوں ۔ وہ کہتے ہیں میں نے پھر دُعا کی ، تو پھر مجھے یہی آواز آئی کہ قرآن کھولو ، تب وہ کہتے ہیں کہ میں نے وضو کیا اور بطور تفاؤل کے قرآن مجید کھولا تو حسب ذیل آیت میرے سامنے آئی ۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ الخ (سورۃ انعام آیت ۵۲) اس آیت کو انہوں نے ایک اشتہار کی صُورت میں چھپوایا ۔

ذیل میں وہ اشتہار من وعن درج کیا جاتا ہے جو انھوں نے شائع کیا ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

اعلان قرآن برائے احمدیان مظلومان

فتویٰ حاکم پاکستان طبع ملاد مولویان

مسٹر ضیاء خاں ظالمان و یکذبان

ظالم کے موذان پاکستان ، ترکستان ، ایران

سعودی عربستان خواہ جاپان ۔ حاسدان و جاہلان و ریاکاران

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۵ (سورہ انعام آیت ۵۳)

ترجمہ : اور مت ہانک دے ۔ ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح اور شام چاہتے ہیں اس کا یعنی اللہ کا مونھ (دیکھنا) یعنی اوپر تیرے حساب ان

کے سے کچھ اور نہ حساب تیرے سے اُوپر ان کے کچھ۔ پس ہانک دے ان کو پس ہو جائے تو ظالموں میں سے۔ ۱۲ ر مئی ۱۹۸۴ء کو ہُوا اظہار بھوۃ فتح علی۔
دُعاگو

کل انسان وخادم الفقر منتظم ق ہندوستان شہر ئیوان

یہ اشتہار پیر صاحب نے چھپوا کر صدر پاکستان۔ بری، بحری، ہوائی فوجوں کے کمانڈروں اور دوسرے سیول افسروں کو ارسال کر دیا۔

اب میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی طرف آتا ہوں۔ فتویٰ تکفیر کے الزامات کے بعد اللہ تعالیٰ تسلّی دیتے ہوئے فرماتا ہے:

۞ سَیَقُوْلُ الْعَدُوُّ لَسْتَ مُرْسَلًا. سَنَاْخُذُہٗ مِنْ مَّارِنٍ اَوْ خُرْطُوْمٍ وَاِنَّا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ آتِیْکَ بَغْتَۃً۔ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ۔ یَا لَیْتَنِیْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا۔

ترجمہ: دشمن کہے گا کہ تو خدا کی طرف سے نہیں ہے ہم اسکو ناک سے پکڑیں گے یعنی دلائل قاطعہ سے اسکا دم بند کر دیں گے اور ہم ظالموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔ میں فوجوں کے ساتھ اچانک آؤں گا۔ اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہ کاش میں اس کے بھیجے ہوئے سے مخالفت نہ کرتا۔

۞ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں آپ کی جماعت کو بنی اسرائیل قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: کَفَفْتُ عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَجُنُوْدَھُمَا کَانُوْا خَاطِئِیْنَ۔ اس الہام کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ اللہ نے پھر فرمایا:

"میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں، بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا۔ اور مخلص

لوگوں کو میرے بیٹے ۔ اس طرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے ۔ اور پھر فرمایا کہ
میں آخر کو ظاہر کر دوں گا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں
اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں ۔ اور ان کے ساتھ کے
لوگ جو ان کا لشکر ہیں ۔ یہ سب خطا پر تھے ۔ اور پھر فرمایا کہ میں اپنی
تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلانے کے
لئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا ۔ یعنی اس وقت جب اکثر لوگ
باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں مشغول ہوں گے ۔ اور بالکل
میرے کام سے بے خبر ہوں گے ۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کر دوں گا
کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی ۔ تب وہ روز دُنیا کے لئے ایک ماتم
کا دن ہوگا ۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن
آوے ، توبہ سے اس کو راضی کر لیں ۔ کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور
توّاب ہے ۔ جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے ۔ (اشتہار ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء)

(بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۳۴ ایڈیشن دوم)

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رض نے سورۃ فجر کی تفسیر کرتے ہوئے کافی وضاحت فرمائی ہے جس کا کچھ حصہ میں یہاں درج کرتا ہوں ۔ سورہ فجر کی مندرجہ ذیل آیات حضور نے درج فرمائی ہے ۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۔ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۔ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُھَا فِی الْبِلَادِ ۔ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۔ وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۔ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۔ فَاَکْثَرُوْا فِیْھَا الْفَسَادَ ۔ فَصَبَّ عَلَیْھِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ ۔ اور ان کا حسب ذیل ترجمہ تحریر فرمایا ہے

"کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے رب نے عاد سے کیا (معاملہ) کیا۔ یعنی (عاد) ارم سے جو بڑی بڑی عمارتوں والے تھے۔ وہ لوگ جن کی مانند کوئی قوم ان ملکوں میں پیدا ہی نہیں کی گئی تھی۔ اور کیا ثمود (کے متعلق بھی تجھے معلومات ہیں) جو وادیوں میں کھود کر (اپنے مکان) بناتے تھے۔ اور فرعون (کے متعلق بھی تجھے کچھ پتہ ہے) جو پہاڑوں کا مالک تھا۔ وہ (پہاڑ) جنہوں نے شہروں میں سخت فساد کر رکھا تھا۔ اور فساد میں بڑھتے ہی جاتے تھے۔ جس پر تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ تیرا رب یقیناً گھات میں لگا ہوا ہے۔"

حضور ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"یہاں تین قوموں کو مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ عادؔ، ثمودؔ اور فرعونؔ عاد اور ثمود دونوں عرب کی قومیں تھیں اور فرعون کی قوم مصر سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ تین مثالیں اللہ تعالیٰ نے بلاوجہ بیان نہیں کیں۔ بلکہ اس لئے بیان کی ہیں کہ یہاں دو زمانوں کی خبر دی گئی ہے۔ ایک اس زمانہ کی جس میں مکہ والوں کے مظالم کی وجہ سے مسلمانوں پر دس تاریک راتیں آنے والی تھیں (یعنی دس سال سخت مخالفت کے۔ ناقل) اور ایک زمانہ مسیح موعود (کی خبر دی ہے) پہلی (دس تاریک راتوں کا موجب چونکہ عرب لوگ تھے اور عاد اور ثمود ان کے وطن کے لوگ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی مثال ان کے سامنے پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے تمہارے ملک میں دو بڑی بڑی حکومتیں گذر چکی ہیں ایک تمہارے جنوب میں تھی اور ایک شمال میں تھی ان دونوں کے حالات پر غور کرو اور سوچو کہ جب ان لوگوں نے انبیاءؑ کا مقابلہ کیا اور فسادات کو انتہاء تک پہنچا دیا تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ باوجود اس کے کہ یہ قومیں بڑی طاقت رکھتی تھیں پھر بھی جب انبیاءؑ کے مقابلہ پر کھڑی ہوئیں۔ خدا نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور ان کی طاقت ان کے کچھ کام نہ آئی تمہاری تو ان کے مقابلے میں کوئی نسبت ہی نہیں، پھر تم کیوں ان کے حالات سے

عبرت نہیں پکڑتے ۔ اور کیوں محمد رسول اللہ کا مقابلہ کر رہے ہو۔ اگر تم نے یہی طریق جاری رکھا تو جو سلوک ہم نے عادؔ اور ثمودؔ سے کیا تھا وہی تمہارے ساتھ کریں گے ۔ تم مت سمجھو کہ ان مظالم کے نتیجہ میں تم کامیاب ہو جاؤ گے ۔ جس طرح عادؔ اور ثمودؔ نے بڑی بڑی شرارتیں کی تھیں اور پھر حد سے زیادہ شرارتیں کی تھیں مگر پھر بھی وہ ناکام رہے ......

اس کے بعد فرعون کا ذکر کیا ہے ۔ میرے نزدیک اس میں مسیح موعود کے زمانے کی خبر ہے ۔ میں ابھی تک تفصیل سے نہیں بتا سکتا کہ کیوں ۔ مگر دو باتیں میں بیان کر دیتا ہوں جس کی بنأ پر کہا جا سکتا ہے کہ اس مثال کا تعلق مسیح موعود کے زمانے کے ساتھ ہے اور وہ دو باتیں یہ ہیں کہ ۔

❖ اول ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ محرم کی دسویں رات ایک خاص نشان اور عظمت رکھتی ہے ۔ کیونکہ اس دن ہی خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو فرعون سے نجات دی اور میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی ایسا معاملہ میری اُمّت میں ایک دفعہ ہو گا ۔ اور میری اُمّت کو اس ایک عذاب سے نجات ملے گی ۔ گو بظاہر یہاں فرعون اور اس کے مظالم سے نجات کے الفاظ ہیں مگر ان میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس رنگ کا کوئی واقع آئندہ ہونے والا ہے ۔

❖ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

میں نے دیکھا کہ میں دریائے نیل پر کھڑا ہوں ۔ اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکر کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سا سامان مثل گھوڑے ، گاڑیوں اور رتھوں کے ہے ، اور وہ ہمارے بہت ہی قریب آگیا ہے ۔ میرے ساتھ بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں .... اور بلند آواز سے چلاتے ہیں ۔ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے ۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا ۔

کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْن اتنے میں میں بیدار ہو گیا۔"

اسی طرح آپ کا یہ بھی الہام ہے۔

٭ "یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ"

کہ تجھ پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جو موسیٰ کے زمانے کی طرح ہوگا۔ پس جب کہ حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ موسیٰ کی طرح ایک واقع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہونے والا ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ اب تک کوئی ایسا واقع نہیں ہوا۔ دوسری طرف خدا تعالیٰ کا وہ مامور جو موجودہ زمانہ میں آیا، اسے بتایا گیا کہ وہ موسیٰ ہے فرعون اس کا پیچھا کرے گا۔ اس کے ساتھی گھبرا جائیں گے اور کہیں گے، اے موسیٰ ہم پکڑے گئے اس وقت موسیٰ بلند آواز سے کہے گا کلا ان معی ربی سیھدین۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، خدا میرے ساتھ ہے۔ ان دو الہامات کے ساتھ اگر میرے اس رؤیا کو بھی ملا لیا جائے جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے کہ

"میں ایک مکان میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اس وقت میرے دل میں خیال آتا ہے کہ جس مکان میں میں ٹھہرا ہوا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس میں پناہ لی تھی۔"
(الفضل ۲۰ جون ۱۹۴۴ء)

تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئندہ کے متعلق ایک پیشگوئی ہے جو لیال عشر کے دوسرے ظہور میں گیارھویں رات یعنی انیسویں صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پوری ہوگی اور موسیٰ کی مصر سے نجات کی قسم کا واقع جماعت احمدیہ کو پیش آئے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم نصف اول)

آج جماعت احمدیہ جن حالات سے گذر رہی ہے، وہ وہی ہیں جن کا ذکر سورۃ فجر کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے فرمایا ہے:

فرعون اور ہامان کی خصلت رکھنے والے لوگ ظالمانہ کارروائیاں کر رہے ہیں صدر پاکستان ضیاالحق فرعون کا پورا پورا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اپنے آپ کو بڑا پکا مسلمان کہتے ہوئے جماعت احمدیہ کو کافر اور غیر مسلم قرار دے رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ احمدیوں کا جینا دوبھر کر دیا گیا ہے ان پر سراسر ظلم روا رکھا جا رہا ہے۔ ان پر جھوٹے مقدمات بنائے جا رہے ہیں۔ اسلامی نظام قائم کرنے کے دعویدار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّد رَّسُول اللّٰہ کو مٹا رہے ہیں۔ چنانچہ

۱ - ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو غازیان اسلام ساہیوال کی مسجد احمدیہ پر لکھے ہوئے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّد رَّسُول اللّٰہ کو مٹانے کے لئے جمع ہو کر آئے۔ دو آدمی سیڑھی لگا کر اوپر چڑھے، ان کے ہاتھ میں برش اور رنگ تھا، تاکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّد رَّسُول اللّٰہ پر پینٹ کر کے اسے مٹا دیں۔ خادم مسجد احمدیہ جو ایک سابق فوجی تھے اور ان کے پاس بندوق بھی تھی اس واقعہ کو دیکھ کر جذبات سے پُر گئے اور گھر سے بندوق لا کر انھوں نے بندوق کا فائر کھول دیا جس سے کلمہ مٹانے والے دونوں آدمی واصل جہنم ہو گئے۔ اور باقی مجمع بھاگ گیا۔ بعد میں پولیس نے آکر خادم مسجد کو گرفتار کر لیا اور غیر احمدیوں سے بیانات لیے کہ وہ کیوں ان کی مسجد میں داخل ہوئے تھے تو انھوں نے جھوٹ بولا اور کہا کہ مسجد کے اندر سے اذاں کی آواز آ رہی تھی ہم یہ دیکھنے کے لئے داخل ہوئے تھے کہ اذان کون دے رہا ہے۔

۲ - ایک اور واقعہ مظفر گڈھ چک نمبر ۳۰۴ میں ہوا۔ ایک S.H.O تھانیدار پولیس کانسٹبلوں کے ہمراہ احمدیہ مسجد میں آیا اور احمدی احباب کو حکم دیا

کہ مسجد سے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ مٹا دو۔ احمدیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پولیس نے کلمہ طیبہ بھی مٹا دیا اور مسجد کے مناروں کو بھی گرا دیا۔ اس کے فوراً بعد تھانیدار کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور پولیس کو بھیج کر مناروں کی مرمّت کرا دی۔

۳۔ سٹی مجسٹریٹ سمندری چودھری شیر محمد سلیم نے پولیس سٹی چوکی سمندری کے انچارج غلام علی کے ہمراہ سمندری میں مرزائیوں (احمدیوں۔ ناقلؔ) کی عبادت گاہ کا معائنہ کیا اور عبادت گاہ کے اندرونی حصہ پر لکھا ہوا کلمہ طیبّہ پر سفیدی کرا دی اس موقع پر تحریک تحفّظ ختمِ نبوّت سمندری کے صدر مولانا ضیاءُ الرحمان فاروقی بھی موجود تھے۔ مقامی مجسٹریٹ نے یہ کارروائی مسلمانوں کے مطالبے پر کی۔ تاہم یہ معلوم ہو کہ مرزائیوں نے کلمہ طیبّہ دوبارہ نہیں لکھا تھا۔ بلکہ پہلے کا لکھا ہوا تھا۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

۴۔ چینوٹ میں قادیانیوں کی عبادت گاہ سے کلمہ طیبّہ اور دیگر قرآنی آیات صاف کرائی گئی ہیں۔ مقامی پولیس اور انتظامیہ کے افسران نے محلہ راجے والی چینوٹ میں قادیانیوں کی عبادت گاہ سے پہلے بھی کلمہ طیبّہ اور قرآنی آیات کو صاف کرا دیا تھا، لیکن بعد میں قادیانیوں نے دوبارہ لکھ لیا تھا۔

(نوائے وقت لاہور ۳۰ فروری ۱۹۸۵ء)

۵۔ صوبائی محکمہ داخلہ نے پنجاب میں تمام ڈویژنل کمشنروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ پورے صوبے میں تمام قادیانی عبادت گاہوں سے کلمہ طیبّہ مٹانے کے بارے میں ضروری اقدامات کریں گے، اور مزاحمت کرنے کی صورت میں ان کے خلاف ۲۹۸ سی مقدمات درج کریں گے۔ اس کے تحت مجرم کو تین سال قید

کی سزا دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ضروری اقدامات شروع ہو گئے ہیں تاہم قادیانی حضرات کا کہنا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی مزاحمت نہیں کریں گے بلکہ کوشش کریں گے کہ کلمہ طیبہ پہلے سے زیادہ بہتر طور پر دوبارہ لکھا جائے۔ انہوں نے کہا حالات کچھ بھی ہوں قادیانی اپنے آپ کو کلمہ سے الگ نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ ان کے عقیدہ کی بُنیاد ہے۔ انہوں نے کہا اگر حکومت نے ان کی عبادت گاہ سے کلمہ طیبّہ مٹانے پر اصرار کیا تو وہ اپنے سینوں پر کلمہ لکھوائیں گے۔

(روزنامہ انقلاب لاہور ۱۳ فروری ۱۹۸۵ء)

۶۔ احمدیوں نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بیجز بنا کر اپنے سینوں پر آویزاں کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ویسے بیجز لگانے والے 19 احمدیوں کو پکڑ لیا گیا۔ ان احمدیوں پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے کلمہ طیبہ اپنے سینوں پر آویزاں کر لیا تھا۔ اور ان افراد کو فیصل آباد پولیس نے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ (سی ۲۹۸) کے ذریعہ گرفتار کر لیا تھا۔ ان افراد کے وکلاءٔ نے عدالت کو بتایا کہ ان پر سی ۲۹۸ کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس دفعہ کے ماتحت کلمہ آویزاں کرنا کوئی جرم ہے۔ وکلاءٔ نے یہ بھی بتایا کہ کلمہ ان کے مذہب کا بُنیادی ستون ہے۔ اور جس صدارتی حکم کے ماتحت ان پر پابندیاں عائد کی گئی تھیں اس میں بھی کلمہ کو منع نہیں کیا گیا۔ چنانچہ فیصل آباد کے سیشن جج نے ان احمدیوں کو ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ (بحوالہ روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۴ فروری ۱۹۸۵ء)

یہ سب کارروائیاں جو صدر ضیاءٔ الحق کے آرڈیننس کے بعد پاکستان میں ہو رہی ہیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ کارروائیاں ظالمانہ اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ دُنیا کے دانشور بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ آرڈیننس جاری کر کے ضیاءالحق نے سخت ظالمانہ کارروائی کی ہے۔ اور اس آرڈیننس کے بعد احمدیوں پر سخت ظلم ہو رہے ہیں۔ بطور نمونہ چند دانشوروں کی آراء درج ذیل ہیں۔

۱۔ نیوٹائمز ماسکو مئی ۱۹۸۴ء کی اِشو میں ایل میرونود L. MERONOVE لکھتے ہیں:

الفاظ بڑے عمدہ لیکن

پاکستان کی اقلیتوں کی حفاظت کرنا ہمارا اسلامی فرض ہے۔ ہم اقلیتوں کو اطمینان دلاتے ہیں وہ کوئی خطرہ محسوس نہ کریں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو کچھ عرصہ ہوا، پاکستان کے فوجی حاکم جنرل ضیاءالحق نے اسلام آباد میں ایک اسلامی کانفرنس میں کہے۔ الفاظ تو بڑے عمدہ ہیں لیکن حقیقت کیا ہے۔ آئیے ہم احمدیہ مسلم فرقہ کا جائزہ لیں۔

پاکستان کی ساڑھے آٹھ کروڑ کی آبادی میں اس مذہبی جماعت کی تعداد، چالیس لاکھ ہے لیکن اس جماعت کا سیاسی وزن صرف تعداد کی بناء پر نہیں ناپا جائے گا۔ اس بات کے لئے یہ امر کافی ہے کہ جماعت احمدیہ کے ایک ممبر ظفراللہ خاں پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ رہے ہیں اور اسی جماعت کے ایک ممبر ڈاکٹر عبدالسلام فزکس میں نوبل انعام یافتہ ہیں۔ احمدی سوسائٹی کے لوگ اسلام کے سوشیل اصولوں کی جو تشریح کرتے ہیں وہ حکومت کے نزدیک مناسب نہیں۔ پاکستان کی موجودہ حکومت نے اسلام کی صحیح تشریح کرنا اپنے ذمّہ لیا ہے۔ تاکہ صدر ضیاءالحق اپنی ڈکٹیٹر شپ کو جمہوریت کے خلاف مضبوط کر سکے۔ چنانچہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان جنرل ضیاءالحق نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔ جس میں کہا ہے۔

احمدی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور اپنی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔ یہ امر نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ آج کے پاکستان میں جہاں افسرانِ حکومت کے کہنے کے مطابق ایک مسلم نمونہ کی اسٹیٹ قائم کی جا رہی ہے کسی کو غیر مسلم کہنا نہایت ہی نامناسب الفاظ استعمال کرنے کے مترادف ہے۔ پس اقلیتوں کے لئے صرف عمدہ الفاظ ہیں اور کچھ نہیں۔ گویا صدر پاکستان کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ۔"

۲۔ نیوز ویک نیویارک ۱۶ر جولائی ۱۹۸۴ء میں لکھتا ہے۔

ایک مذہبی جماعت پر ظلم و ستم

"پاکستان کی ایک نہایت ہی اچھی اور قابل اقلیت جس میں چوٹی کے مدبّر اور سائنسدان شامل ہیں اور اس اقلیت کے لوگ بالکل تعلیم یافتہ ہیں، یہ اقلیت جماعت احمدیہ کے افراد ہیں، جن کی تعداد پاکستان میں قریباً تیس لاکھ ہے۔ (اصل تعداد چالیس لاکھ سے زیادہ ہے۔ ناقل) آجکل مذہبی ظلم و ستم کا شکار ہے اور صدر ضیاالحق کی اسلامی حکومت کی طرف سے انھیں سخت دکھ دیا جا رہا ہے۔

اپریل میں صدر ضیاءؔ نے نئے قوانین لاگو کر کے احمدیوں کے لئے مذہب اسلام پر عمل کرنے کے راستے مسدود کر دیئے ہیں۔ درجنوں احمدی گرفتار کر لئے گئے ہیں ان کی متعدد مساجد وحشت اور بربریت کا شکار ہو گئی ہیں۔ ان کا ایک لیڈر قتل کر دیا گیا ہے۔

پاکستان گورنمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ لیکن اس وقت عملی طور پر ان پر کوئی ظلم نہیں کیا گیا لیکن اب وہ حالت ڈرامائی طور پر بدل گئی ہے۔ جیسے کہ نیوز ویک کے نمائندہ ٹانی کلنٹین نے حال ہی میں اسلام آباد

جا کر معلوم کیا۔ جماعت احمدیہ کو اپنی مسجدوں کو مسجد کا نام دینے سے منع کر دیا گیا ہے ۔ احمدیوں نے اپنی مسجدوں کا نام بیت الذکر رکھ لیا ہے ۔ پاکستان گورنمنٹ نے احمدیوں کو اپنا لٹریچر شائع کرنے سے منع کر دیا ہے ان کو اذان سے منع کر دیا گیا ہے ۔ سعودی عرب میں ان کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن ان کا مذہب غیر مسلم ہے ۔ لیکن احمدی یہی کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور مزید وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حکم ان کے خلاف صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ ضیأ اپنے سیاسی مقاصد کو حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ صدر ضیأ کی حکومت کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ بتائے کہ کسی کا کیا مذہب ہے اور وہ مذہب ٹھیک ہے یا غلط ہے ۔

احمدیوں پر ظلم و ستم بڑھ رہا ہے اور آگے جو کچھ ہونے والا ہے پاکستان کے احمدی اس خطرہ کو محسوس کر رہے ہیں ۔

نیوز ویک کے نمائندہ جیکب ینگ اور ٹانی کلنٹن نے اسلام آباد سے اور ELIZABETH D COLTON نے قاہرہ سے یہ مقالہ بھیجا ہے ۔

۳ ۔ اسی طرح واشنگٹن پوسٹ جولائی سنہ ۱۹۸۴ء میں لکھتا ہے

از ولیم کلیبران (WILLIAM CLAIBROUN)

احمدیہ فرقہ کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے ۔ اس فرقہ کے خلاف سنہ ۱۹۵۳ء میں بھی فسادات ہوئے اور پنجاب میں مارشل لا لگایا گیا ۔ سنہ ۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی گورنمنٹ نے آئین پاکستان میں ترمیم کر کے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ۔ سنہ ۱۹۸۴ء کے شروع میں کٹر مسلمانوں کی طرف سے یہ تحریک اٹھائی گئی کہ احمدیوں کے بارے میں ان کے مطالبات ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۸۴ء تک نہ مانے گئے تو احمدیوں کی مساجد کو جلا دیا جائے گا

اور احمدیوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ ۲۶ اپریل کو صدر ضیاء نے احمدیوں کے بارے میں ایک آرڈیننس جاری کر دیا کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام نہیں دے سکتے۔ اور اسلامی اصطلاحات کا استعمال نہیں کر سکتے اس کے بعد کٹر مسلمان لیڈروں نے مطالبہ کیا کہ احمدی مُرتد ہیں اور ان کی سزا رجم ہے، یعنی (پتھر مار کر مارنا)۔ نیز ان کی مسجدوں کے مینارے گرا دیئے جائیں۔ نیز پاسپورٹ اور شناختی کارڈوں پر احمدیوں کا نام غیر مسلم رکھا جائے۔

احمدیوں نے جو ایک تعلیم یافتہ فرقہ ہے۔ سیول سروس اور ملٹری میں بھی یہ لوگ اچھی تعداد میں ہیں، اس آرڈیننس کو ماننے سے انکار کر دیا، لیکن اس کے خلاف بغاوت کرنے سے بھی احتراز کیا ہے۔ چنانچہ احمدیوں کے ایک نمائندہ رحمانی نے ولیم کلیبراون کو بتایا کہ ہم نے اس قانون کو منظور نہیں کیا لیکن ہم اس کے خلاف مظاہرہ بھی نہیں کریں گے کیونکہ اس کا مطلب قید میں جانا ہوگا۔

ضیاءؔ اپنے آپ کو اسلام کے ہیرو کے طور پر پیش کر رہا ہے لیکن وہ اسلام کے ایک فرقے کے خلاف نفرت پیدا کر رہا ہے۔ آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔"

۴۴۔ دی ٹائمز لندن ۳۱ مئی ۱۹۸۴ء میں لکھتا ہے

"پاکستان کی سیاسی جماعت ایم آر ڈی نے جس کی میٹنگ پشاور میں ہوئی جنرل ضیاءؔ کی الیکشن کی تجویز کو مسترد کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ الیکشن ۱۹۷۳ء کے آئین کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ اور پاکستان کی اقلیت احمدیہ جماعت کے بارے میں اپیل کی ہے کہ صدر ضیاءؔ نے جو آرڈیننس جاری کیا ہے۔ وہ ظالمانہ ہے۔ احمدی (جو بانی جماعت احمدیہ کی پیدائش کی جگہ قادیان کی وجہ سے قادیانی بھی کہے جاتے ہیں) مرزا غلام احمد صاحب کو اسلام میں ہی آنے والا ایک مامور سمجھتے ہیں۔ جنھیں وہ

مسیح موعود علیہ السلام کا مثیل اور ہندوؤں کے کرشن اوتار کا بھی مثیل کہتے ہیں یہ ایک تبلیغی فرقہ ہے جو اسلام کی تبلیغ کرتا ہے۔ ایک خدا پر ایمان رکھتا ہے اپنا پیشوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے اور قرآن کی شریعت کو تسلیم کرتا ہے یہ مسلمانوں کی طرح خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اس فرقے کے موجودہ امام مرزا طاہر احمد صاحب ہیں جو اس وقت لندن میں ہیں۔

۵۔ کراچی کے مشہور انگریزی اخبار " DOWN " نے ۷ مئی ۱۹۸۴ء کو ولی خاں کا یہ بیان شائع کیا کہ

پاکستان کی فوجی حکومت اپنی مضبوطی کے لئے اسلام کا غلط استعمال کر رہی ہے۔

۶۔ نائیجریا ابزرور نائیجریا ۲۲ جون ۱۹۸۴ء میں لکھتا ہے:

پاکستان کے فوجی حاکم جنرل ضیاء الحق نے جماعت احمدیہ کو جو پاکستان میں بالکل اقلیت میں ہے۔ غیر مسلم قرار دے دیا ہے اور ضیاء الحق نے یہ اقدام بہت ہی غلط کیا ہے اور اسے یہ سمجھنا چاہئیے کہ جن لوگوں کی طاقت کا سہارا لے کر اس نے یہ اقدام کیا ہے وہی اس کے لئے خطرناک ثابت ہوں گے۔ ہر آدمی کو یہ حق ہے کہ وہ جو بھی مذہب رکھتا ہے اس کا خود اعلان کرے اور اس پر عمل کرے۔ اور یہ بات یونائیٹڈ نیشن کے چارٹر کا بھی حصہ ہے جس کا پاکستان بھی ممبر ہے۔ اور تمام مہذب ممالک اس حق کو اپنے شہریوں کے لئے تسلیم کرتے ہیں۔

ضیاء کے اس آرڈیننس کے بعد احمدیوں پر کافی ظلم ہوا ہے۔ کئی احمدی مارے گئے، ان کی جائیداد لوٹ لی گئی ہے اور جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والی بعض مساجد پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا۔

۷ ۔ ایڈریس اے ویژن ناروے Adress A visien Norway

۲۲ جون ۱۹۸۴ء میں مس ایزابل جیکس جو لندن میں انسٹی انٹرنیشنل آرگنائزیشن کی انچارج ہیں ۔ اسی طرح ایشین ممالک ایمنسٹی انٹرنیشنل کی انچارج مس جیکس نے مختلف ذرائع سے یہ اطلاعات حاصل کی ہیں کہ ضیاالحق کے آرڈیننس کے بعد "احمدی ظلم کا شکار ہیں ۔ اور ان کے بارے میں ظلم اور قتل و غارت کی رپورٹیں ملی ہیں لیکن حکام اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے رہے ۔"

مزید لکھا ہے :

آج سے دس سال پہلے قریباً ۴۰ لاکھ احمدی اپنے حقوق سے محروم کر دیئے گئے اور کانسٹی ٹیوشن میں ترمیم کے ذریعہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں ۔ لیکن اس سال ایک نیا آرڈیننس جاری کیا گیا، جس کے مطابق احمدیوں کو اسلامی اصطلاحات کرنے سے نیز اپنے عقیدہ کے پروپیگنڈہ کرنے سے روک دیا گیا ہے اگر وہ اس کی خلاف ورزی کریں گے تو انھیں تین سال کی سزا دی جائے گی ۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو یہ رپورٹیں ملی ہیں کہ احمدیوں پر ظلم ہو رہا ہے لیکن حکومت کوئی نوٹس نہیں لے رہی ہے ۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل اس بارے میں مزید معلومات جمع کر رہی ہے ۔

۸ ۔ تحریک استقلال پاکستان نے برطانیہ میں ایک پریس بیان جاری کیا جسے رسالہ "مسلم" ۳ مئی ۱۹۸۴ء سے درج کیا جاتا ہے کہ

پاکستان کے حاکم کا ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کا آرڈیننس کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے ۔ نماز سے قبل اذان نہیں دے سکتے ۔ اور اسلامی اصطلاحات کو استعمال نہیں کر سکتے ۔ ظالمانہ لاقانونیت کی ایک اور مثال ہے جس میں سے پاکستان گذشتہ سات سال سے گذر رہا ہے ۔ مزید اس بیان میں درج ہے کہ یہ

مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ ہے اور اسی مسئلہ کے حل کے لئے مناسب، یہ ہوگا کہ اسلام کے تمام دُنیا کے دانشور احمدی نمائندوں کے ساتھ مل کر مہذبانہ طریقہ سے بات کریں اور اس کا کوئی مستقل حل نکالیں۔

یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اس نازک موقع پر یہ معاملہ پھر کیوں اٹھایا گیا ہے اور جب کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں ایک ترمیم کرکے اس نوّے سالہ مسئلہ کا آخری حل ۱۹۷۴ء میں کر دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ صدر ضیاءؔ پر ایک طرف یہ دباؤ بڑھ رہا ہے کہ وہ الیکشن کرائے اور دوسری طرف مُلّاں لوگ اپنی کمزوری کو سمجھ رہے ہیں۔ اس لئے اب وہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کے آرڈیننس کے ذریعہ اقلیت پر ظلم کا دروازہ کھولیں اور لوٹ مار میں حصہ لیں اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کریں۔ جنرل ضیاءؔ اس وقت ان مُلّاؤں کے دباؤ میں ہے، جس طرح ذوالفقار علی بھٹو ان کے دباؤ میں تھا۔ لیکن سوچیں کہ آج بھٹو کہاں ہے۔ کیا یہ مولوی لوگ جنھوں نے ذوالفقار علی بھٹو کی اس بات پر تعریف کی تھی کہ اس نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا بھٹو کو بچا سکے۔ اور کیا وہ جنرل ضیاءؔ کو بچا لیں گے۔ ہرگز نہیں۔"

۹۔ سیّد محمد کشواد گردیزی جنرل سکریٹری

"کالعدم پاکستان نیشنل پارٹی نے اپیل کی کہ احمدیوں کے خلاف آرڈیننس نمبر ۲۰ کو واپس لیا جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا قوم کے مفاد میں ہے۔ اور یہ آرڈیننس قائدِ اعظم کے اعلان ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کے خلاف ہے۔ کیونکہ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو قائدِ اعظم نے یہ اعلان کیا تھا کہ پاکستان میں رہنے والے سب لوگوں کے حقوق برابر ہیں۔"

(بحوالہ مسلم ۳ مئی ۱۹۸۴ء)

۱۰۔ جناب اعتزاز احسن ایڈووکیٹ جو کالعدم تحریک استقلال کے ایک اہم

لیڈر میں انھوں نے گورنمنٹ پاکستان سے کہا کہ

وہ ایسے اُمور نہ اٹھائے جس سے پاکستان میں رہنے والے لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے بد دلی پیدا ہو۔ مسلمانوں کے سامنے اس بارے میں بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ مارشل لأ انتظامیہ ایسے کئی اُمور اٹھا رہی ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں باہمی بد دلی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس طریقہ سے مارشل لأ انتظامیہ جمہوریت کی بحالی میں روکیں پیدا کر رہی ہے۔ مزید انھوں نے کہا کہ مذہبی معاملات میں گورنمنٹ کی طرف سے قوانین کا اطلاق اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ گورنمنٹ لوگوں کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے میں بہت دُور جا رہی ہے۔ ہر مفکّر اور دانشمند محسوس کر رہا ہے کہ گورنمنٹ کو کوئی حق نہیں کہ وہ شہریوں کے پرائیویٹ اعتقدات میں مداخلت کرے۔

قادیانیوں کے بارے میں جو آرڈیننس جاری کیا گیا ہے دراصل اس کا منشائ یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ جمہوریت اور انتخابات سے ہٹا کر دوسری طرف منعطف کی جائے۔ (بحوالہ مسلم ۳ر مئی ۱۹۸۴ء)

۱۱۔ ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کے ظالمانہ آرڈیننس نمبر ۲۰ کے بعد دسمبر ۱۹۸۴ء میں ایک اور حکم کے ذریعہ صدر پاکستان ضیاالحق نے جماعت احمدیہ پاکستان کے پریس کو بھی سر بمہر کرا دیا۔ اور جماعت احمدیہ کے آرگن روزنامہ الفضل اور دیگر رسالہ جات خالد، انصاراللہ، تحریک جدید، تشحیذ الاذہان، سب کی اشاعت بند کر دی گئی۔ پریس کی بندش کا حکم اس وقت جاری ہوا جب کہ ریفرنڈم کے سلسلے میں ووٹوں کے حصول کے لئے ضیأالحق صاحب مولویوں اور دیگر لوگوں کی کاسہ گدائی کر رہے تھے۔ پتہ چلا ہے کہ اس وقت چنیوٹ کے مولویوں نے

پاکستان کے مارشل لا ایڈمنسٹریٹر ضیاءالحق سے کہا اگر ربوہ کے پریس کو بند کر کے احمدیوں کے اخبارات و رسالہ جات کی اشاعت پر پابندی لگا دی جائے تو ریفرنڈم کے موقع پر اس علاقہ سے آپ کو ۱۰۰٪ فیصدی ووٹ ملیں گے، کیونکہ نظام مصطفیٰ کے قائم کرنے میں آپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ چنانچہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور فٹافٹ جماعتِ احمدیہ کے پریس کو سر بمہر کرا دیا۔

آج کے زمانہ میں بلا کسی معقول وجہ کے کسی پارٹی کے اخبارات کو بند کر دینا کتنی بڑی ظالمانہ کارروائی ہے۔ اس بارے میں ملاحظہ فرمائیے۔ پندرہ روزہ اخبار "تقاضے" لاہور کا تبصرہ جو انہوں نے یکم و ۱۵ جنوری ۱۹۸۵ء کے "تقاضے" میں شائع کیا ہے:

آئینۂ وطن ایڈیٹر

اس پابندی کا کیا جواز ہے؟

کَلِمہ طَیّبَہ مِٹانا کہاں کا اِسلام ہے؟

پاکستان کے شہر ربوہ سے شائع ہونے والا اخبار روزنامہ "الفضل" ان دنوں معتوب ہے۔ اس پریس کو سر بمہر کر دیا گیا ہے جس میں الفضل اخبار چھپتا تھا۔ "جنگ" لاہور (۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء کی اطلاع کے مطابق) الفضل کے پرنٹر اور پبلیشر سے تیس تیس ہزار روپے کی نقد ضمانت طلب کر لی گئی ہے۔ اس طرح اس اخبار کی اشاعت معطل ہو گئی۔

کسی کتاب، رسالے یا اخبار پر پابندی نہ کوئی نئی بات ہے نہ عجیب۔ جب بھی کوئی اخبار یا رسالہ ایسا مواد شائع کرتا ہے جس سے ملک کے استحکام کو نقصان پہنچتا ہو

کسی فرقے کے خلاف منافرت پیدا ہوتی ہو یا کسی کے اکابر کی توہین ہوتی ہو تو اس پر پابندی لگادی جاتی ہے اور اس پابندی کو درست قرار دیا جاتا ہے۔ اسی پس منظر میں اخبار الفضل پر عائد کردہ پابندی کا جائزہ لینا چاہیئے۔ اگر اس روزنامے کے عملہ ادارت نے استحکام پاکستان، نظریۂ پاکستان یا اسلام کے خلاف کوئی مضمون شائع کیا تو حکومت اس پر پابندی لگانے میں حق بجانب ہے۔ "الفضل" ہمارے پاس نہیں آتا اور نہ ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے ان سطور کے راقم کو خود ربوہ جانا پڑا۔ وہاں کی مرکزی لائبریری سے ہم نے الفضل کی گذشتہ ایک ماہ کی فائیل نکلوائی۔ اور اس کا مطالعہ کیا۔ اس ایک ماہ کے شماروں میں نہ تو بانیٔ فرقہ احمدیہ جناب مرزا صاحب کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ شائع ہوئے نہ ان کی زوجہ محترمہ کے ساتھ اُمّ المؤمنین کا لقب استعمال کیا گیا نہ بانیٔ جماعت کے ساتھیوں کو صحابی یا رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا نہ فرقہ احمدیہ کے امام (سربراہ) کے ساتھ امیر المؤمنین کے لقب کا اضافہ کیا گیا نہ کوئی تحریر اسلام یا نظریۂ پاکستان کے خلاف نظر آئی اور نہ کوئی ایسا مضمون شائع ہوا، جس سے فرقہ وارانہ منافرت پیدا ہوتی ہو۔ اس کے باوجود "الفضل" پر پابندی عقل و فہم سے بالا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایک مخصوص گروہ کو خوش کرنے اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی خاطر پاکستان کے ایک فرقے کو اس کے جائز حقوق سے محروم کر دیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ دو تین ماہ قبل جب بعض حلقوں کی طرف سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ عزاداری کے جلوسوں پر پابندی لگادی جائے۔ عید میلاد النبیؐ کے جلوسوں کو قانوناً روک دیا جائے تو ہم نے اس مطالبہ کی سختی سے مخالفت کی تھی اور "تقاضے" کے ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء کے شمارے میں لکھا تھا کسی فرقے یا مذہب کے معتقدات میں مداخلت

اور ان کی مذہبی رسوم پر پابندی پاکستان کے کسی آئین اور قانون کے تحت درست نہیں۔ ہر فرقے کو حق حاصل ہے کہ وہ جس عقیدے یا طریقے کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتا ہے اس پر آزادی سے عمل کرے کسی کے مذہبی جذبات کے اظہار یا اظہار رائے پر پابندی آئینی اور قانونی اعتبار سے بھی غلط ہے، اور اخلاقی لحاظ سے بھی قابلِ مذمّت ہے۔ اب کہ احمدیہ فرقے کے ترجمان پر پابندی لگائی گئی ہے تو بھی ہمارا موقف یہی ہے کہ یہ سراسر جبر اور ایک فرقے کی آواز کو دبانے کی مذموم کوشش ہے۔ ظلم اور جبر خواہ کسی فرقے یا مذہب کے لوگوں پر کیا جائے گا، ہم اس کی مخالفت کریں گے۔

اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ ہر فرقے اور ہر جماعت سے ہزاروں لاکھوں افراد وابستہ ہوتے ہیں۔ ان کے بہت سے معاشی، سماجی، مذہبی اور جماعتی مسائل ہوتے ہیں۔ ان کی بہت سی جماعتی اطلاعات ہوتی ہیں، جو ان کے جماعتی آرگن ہی کے ذریعے سے ان تک پہنچتی ہیں۔ جب ان کے ترجمان پر پابندی لگادی جائے تو ظاہر ہے کہ وہ ایک دوسرے سے کٹ کر رہ جاتے ہیں۔ یہ ان کا بہت بڑا نقصان ہے اور اس سے ان کے حقوق شہریت بلاشبہ غصب ہوتے ہیں۔ احمدیہ فرقے سے بھی لاکھوں افراد وابستہ ہیں جو ملک میں اور بیرون ملک بھی آباد ہیں۔ "الفضل" ان کے درمیان رابطے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اب جب کہ ان کا ترجمان بند کر دیا گیا ہے تو وہ کون سا ذریعہ ہے جو ان کے درمیان واسطے کا کام دے گا۔ آخر انہیں کس جرم کی یہ سزا دی گئی ہے۔ ان کے مذہبی معتقدات سے لاکھ اختلاف سہی۔ اگر ہم اس تنظیم سے وابستہ نہیں ہیں تو اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ فرقہ احمدیہ پر جبر کیا جائے۔ ان کے بنیادی حقوق سلب کر لئے جائیں اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیے، اور صرف اس خوف سے مہر بہ لب رہیں کہ ہم پر قادیانی ہونے کا لیبل نہ لگا دیا جائے۔ کیا پاکستان کے شہری کی حیثیت سے اس فرقہ

منصف مزاج اور معقولیت پسند آدمی موجود نہیں جو حکومت اور اس کے نادان دوستوں سے پوچھے کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں اور ملک کی ایک امن پسند اقلیت کو اس کے جائز حق سے کیوں محروم کر رہے ہیں؟ یقیناً اس ملک میں ایسے لاکھوں افراد موجود ہوں گے جو اس کام کو غلط اور ناجائز قرار دیتے ہوں گے۔ مگر اس خوف سے کہ انھیں قادیانی ہونے کا طعنہ نہ دیا جائے، مُہر بہ لب ہیں۔ ایسے بہت سے افراد نے ہمیں نجی خطوط لکھے اور متعدد افراد نے دورانِ گفتگو ان پابندیوں کو انسانی حقوق کی پامالی اور خلافِ انصاف اقدام قرار دیا۔

ایک اور تعجب انگیز بات یہ ہے کہ جن مذہبی جماعتوں نے فرقہ احمدیہ پر اس قسم کی پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ کیا اور جن سے اس فرقے کا مجادلہ و مناظرہ مدّتِ مدید سے جاری ہے انھیں تو کھُلی چھُٹی ہے اور مکمل آزادی ہے کہ وہ جو چاہیں کہیں اور لکھیں۔ جس قسم کی چاہیں الزام تراشی کریں مگر جس جماعت پر تنقید اور الزام تراشی کی جا رہی ہے اس کی آواز بند کر دی گئی، اسے اپنے دفاع اور اپنے موقف کی وضاحت کے حق سے بھی محروم کر دیا گیا۔ کیا یہ اقدام انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔؟ سب سے زیادہ تعجب پاکستانی اخبارات و جرائد کی ان تنظیموں پر ہے جو آزادیٔ صحافت کی علمبردار ہیں جو اظہارِ رائے کے حق کے لئے نبرد آزما رہنے کا دعویٰ کرتی ہیں، مگر فرقہ احمدیہ کے ترجمان پر پابندی کے خلاف انھوں نے ایک لفظ نہ کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی مصلحت اور خوف کا شکار ہو گئیں۔ یہ نہایت افسوسناک بلکہ تشویشناک بات ہے جس ملک کے صحافی بھی مصلحت بینی اور خوف کا شکار ہو جائیں اس ملک کی صحافت کا خُدا حافظ۔

آخری بات ـــــــ فراموش نہ کیجئے کہ ہمارا ہر قول ماہر عمل ٹیپ ہو رہا ہے۔

ایک ایسی مشین پر جو نظر نہیں آتی اور ہر اس شخص کے ذہن میں موجود ہے جو آزادیٔ فکر اور معقولیت سے محروم نہیں۔ وہ حقائق جو خوف یا سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے منظر عام پر نہیں آتے۔ یہ ٹیپ انھیں بھی ریکارڈ کر کے اپنی دوسری نسل کو منتقل کر رہا ہے۔ یہ اسی طرح منتقل ہوتا رہے گا، اور جب تاریخ لکھنے والا ہماری گذشتہ تاریخ قلمبند کریگا تو یہ ٹیپ چلے گا وہ اس کی آواز سُنے گا اور آج ہم اپنے مخالفوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھے ہوئے ہیں اسے تاریخ کا جزؤ بنا دے گا۔ آزاد دُنیا اور آنے والی نسلیں جب ہمارے "یہ کارنامے" پڑھیں گی تو شرم سے سر جُھکا لیں گی اور سوچیں گی کہ کیسے تھے، ہمارے اسلاف جو اپنی ذاتی اغراض، سیاسی مصلحتوں اور مذہبی دوکانداری کی خاطر حق و انصاف کا خون کر دیتے تھے اور پھر خود کو مسلمان بھی کہتے تھے، سوچیئے کیا آپ یہ الزام اپنے سر لینے کو تیار ہیں۔؟

سب سے زیادہ تعجب ہمارے آنے والی نسلوں کو یہ اندوہناک واقعات پڑھ کر ہوگا کہ اس سرزمین پر ایسے لوگ بھی آباد تھے جو خود کو مسلمان کہتے تھے اور پھر ایک ایسے فرقے کی عبادت گاہوں پر درج شدہ کلمہ طیبہ مٹا دیتے تھے جس کا اس کلمہ پر ایمان تھا اور جسے وہ فرقہ اپنے دین کی بنیاد قرار دیتا تھا۔ یقیناً ہماری آنے والی نسلیں ہماری تاریخ پڑھ کر اپنا سر پیٹ لیں گی اور سوچیں گی کہ وہ ہاتھ کن لوگوں کے تھے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ محمّد رَّسُول اللہ کے الفاظ مٹانے کے لئے حرکت میں آئے تھے۔ وہ کون لوگ تھے جو اللہ اور اس کے رسول کا نام مٹا دیتے تھے اور ان کے دل میں خدا کا ذرا سا خوف پیدا نہ ہوتا تھا۔ ان کی دینی غیرت کو کیا ہوا تھا۔

سوچیئے اور بار بار سوچیئے کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے کس قسم کے آثار و اخبار چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ یہ بھی مت بھولیے کہ جبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے

جب جبر حد سے گذر جاتا ہے تو پھر مجبوروں کی حمایت میں خود جبر کرنے والوں میں سے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اس لئے اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کیجئے۔ اگر آپ کے خیال میں ایک فرقہ انسانوں کا ایک گروہ غلط راستے پر چل نکلا ہے اور آپ اسے راست رَو بنانا چاہتے ہیں تو ان سے محبت اور پیار کا سلوک کیجئے ان کے دروازوں پر جائیے اور انھیں سمجھائیے کہ صحیح راستہ یہ ہے کہ یہی ہر زمانے میں صلحائے اُمّت کا طریقہ رہا ہے۔ ڈنڈے اور جبر کے قانون سے قلب کی حالت کبھی نہیں بدلتی، نظریات میں کبھی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ جبر اور تشدّد محبت نہیں۔ نفرت پیدا کرتا ہے اور نفرت سے بات بنتی نہیں بلکہ بگڑ جاتی ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ ہم نے ہر قسم کی مصلحت سے بالا ہو کر اور خود کو خطرے میں ڈال کر، اس مسئلے پر اپنی بے لاگ رائے ظاہر کردی ہے تاکہ ایک صحافی اور تاریخ نویس کی حیثیت سے ہم پر یہ الزام نہ آئے کہ اظہار حق میں ہم نے مصلحت بینی اور مداہنت سے کام لیا۔ اگر اپنے اس تجزیے میں ہم نے کوئی غلط بات لکھی ہے یا کسی پہلو کو نظر انداز کردیا ہے تو ہمیں اس کوتاہی اور لغزش پر مطلع کیا جائے۔ انشاءاللہ معقول بات قبول کرنے میں ہم ذرا سا بھی تامّل نہیں کریں گے۔ (تقاضے یکم و ۱۵ جنوری ۱۹۸۵ء)

۱۲۔ ظالمانہ آرڈیننس نمبر ۲۰ کے بعد مولویوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کی مساجد پر لکھے کلمہ طیّبہ کو مٹایا جا رہا ہے۔ احمدی خود کلمہ طیّبہ کے مٹانے کی جسارت نہیں کر سکتے بلکہ اگر ان کی مساجد سے کلمہ طیّبہ سرکاری لوگوں کی طرف سے مٹایا جاتا ہے تو وہ دوبارہ لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اب تک ۳۲ سے زیادہ احمدیوں کو صرف اس لئے گرفتار کیا گیا کہ انھوں نے اپنی مساجد یا عمارتوں پر سے کلمہ طیّبہ کو خود اپنے ہاتھوں سے کیوں نہیں مٹایا۔ اور بعض جگہ احمدی احباب کو اس بنا پر

پولیس نے گرفتار کیا ہے کہ انھوں نے اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج آویزاں کئے ہوئے تھے اس بارے میں پنجاب (پاکستان) کے سابق وزیر اعلیٰ اور کالعدم سیاسی جماعت "پاکستان مساوات پارٹی" کے صدر جناب محمد حنیف رامے صاحب نے ایک جرأت مندانہ بیان روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ر فروری ۱۹۸۵ء میں شائع کیا ہے۔ جو من وعن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یہ کلمہ دوستی ہے یا کلمہ دشمنی؟

۱۰ر فروری ۱۹۸۵ء کے اخبارات میں فیصل آباد کی اس خبر نے دل ہلا کر رکھ دیا ہے کہ تقریباً بیس بائیس احمدیوں کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے۔ اس سے بڑھ کر خبر کا یہ حصّہ غور طلب ہے کہ کچھ مقامی علمائ نے اس پر اطمینان اور مسرّت کا اظہار کیا ہے۔ بہت سے افراد کے نزدیک یہ ایک عام سی خبر ہے یوں بھی بہت سے لوگ اس قدر سنگ دل اور بے حس ہو چکے ہیں کہ یہ سن کر ان کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا کہ کسی فرقے یا اقلیت کی مذہبی آزادی کو سلب کیا جاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ مجموعی طور پر ساری قوم ہی آجکل اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہے لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کسی نے ہم پر زیادتی کی ہے تو قرآن پاک کی سورۃ المائدہ کی دوسری آیت کی زبان میں" ہمارا غصہ ہمیں اتنا ہی مشتعل کر دے کہ ہم غیر عادلانہ رویّہ اختیار کرنے لگیں۔ پاکستان کے ایک شہری کے طور پر میں سچے دل سے محسوس کرتا ہوں کہ اس وقت پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمارا رویّہ اسی غیر عادلانہ رویّہ کے زُمرے میں آتا ہے۔ اگر بات یہیں تک محدود رہتی تو شاید سیاستدانوں کی روایتی بزدلی کا شکار ہو کر میں بھی زبان نہ کھولتا۔ اور ایک

مختصر سی اقلیت کی خاطر اکثریت کے تندو تیز مذہبی ترجمانوں کی مخالفت مول لینے کی جسارت نہ کرتا۔ لیکن بات جماعت احمدیہ کی مخالفت سے آگے بڑھ کر براہِ راست خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول کے کلمے کی مخالفت تک جا پہنچی ہے۔ وہ علمائ اور مذہبی جماعتوں کی وہ قیادتیں جو یہ بتاتے نہیں تھکتیں کہ پاکستان کا مطلب کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ آج ان کا کام یہ ٹھہرا ہے کہ وہ اس کلمے کو پھیلانے کی بجائے مٹانے پر تُل گئی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مصرع پورے برصغیر میں زبان زد عام ہے "قربان کنکروں کو کلمہ پڑھانے والے" ہمارے علمأ اس بات پر عش عش کر سکتے ہیں کہ کنکر بھی کلمہ پڑھ رہے ہیں لیکن انھیں یہ برداشت نہیں کہ کچھ انسان کلمہ پڑھ لیں کیا محض اس لئے کہ یہ انسان مذہب کے بارے میں جُداگانہ رائے رکھتے ہیں۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو:

سندھ کے ایک دُور دراز کے گاؤں میں ایک ہندو بچے کی آنکھ میں مسجد نبوی کا ہیولیٰ نظر آجائے تو اس کی زیارتیں شروع ہو جاتی ہیں لیکن ان لوگوں کی جان و مال عزت آبرو خطرے میں ڈال دی جاتی ہے۔ جو شعوری طور پر کلمہ پڑھتے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی کے پچاس سالوں میں بارہا مسلمان علمأ کو اس امر پر فخر کرتے دیکھا کہ کسی عیسائی یا یہودی مصنف نے اپنی کتاب میں اسلام یا پیغمبر اسلام کے بارے میں کوئی اچھی بات لکھ دی ہو کیا آئندہ ہمارے علمأ ان کتابوں کو بھی جلانے کا اہتمام کیا کریں گے۔

میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام پر صرف مسلمانوں کی اِجارہ داری نہیں۔ اسلام کا خدا ربّ العالمین ہے۔ اس کے پیغمبر رحمۃ للعالمین ہیں اور اس کا قرآن ذکر للعالمین ہے اسلام سب قوموں، جمعیتوں اور گروہوں کی یکساں میراث اور امانت ہے۔ دوسرے اسے جتنا بھی قبول کرتے چلے جائیں ہمیں اس پر ناراض ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہیئے۔

لیکن ہمارے علمائے نے جو وطیرہ اختیار کر رکھا ہے اس سے نہ خدمت اسلام کی اشاعت رُک جائے گی بلکہ اسلام کے بارے میں دُنیا بھر میں یہ تاثر پھیلے گا کہ یہودیت کی طرح یہ بھی ایک جابرانہ مذہب ہے۔ جس پر چند گروہوں کی اجارہ داری ہے۔ حکومتِ وقت کے بقول پاکستان کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ پر اٹھائی جا رہی ہے۔ پھر اس پاکستان میں کسی کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی مذہبی آزادی چھین کر اس کا خدا بننے کی کوشش کرے۔ کلمہ طیبہ تو انسان پر خدا کے سوا کسی کے غلبے کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ اس لئے پاکستان میں ہر شخص ہر فرقے، ہر اقلیت کو مذہبی آزادی حاصل ہونی چاہئیے اور اگر وہ فرقہ یا اقلیت اسلام ہی کے کلمے کو اپنا کلمہ قرار دیتی ہے تو اس پر ناخوش ہونے کی بجائے طمانیت اور شادمانی کا اظہار کرنا چاہئیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے سلسلہ میں اہل پاکستان اور حکومت پاکستان کو از سر نو غور کرنا ہو گا کہ ۱۹۴۷ء میں جماعت اسلامی کے مقابلے میں جماعت احمدیہ نے پاکستان کی حمائت کی تھی، آج جماعت اسلامی تو پاکستان اور پاکستان کے نظریے کی ٹھیکیدار بن بیٹھی اور بنا دی گئی ہے لیکن اس ملک میں جماعت احمدیہ کے سیاسی، اقتصادی سماجی اور اب مذہبی حقوق بھی محفوظ دکھائی نہیں دیتے۔ میری سوچی سمجھی رائے ہے کہ قومی سطح پر یہ ایک "ناروا زیادتی" ہے اور اس کا تدارک ہونا چاہئیے، کلمہ طیبہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اگر ہماری حکومت اور ہمارے علمائے نے احمدیوں کی مساجد کی پیشانیوں سے اسے مٹانے کی روش ترک نہ کی اور حد سے گذر کر احمدیوں کے سینوں سے بھی اسے نوچنا شروع کر دیا تو ایک بات طے ہے کہ کلمہ تو نہیں مٹے گا کیونکہ اس کا محافظ خود خداوند تعالیٰ ہے، البتہ خدشہ ہے کہ اس کے مٹانے اور نوچنے والے کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ تکلّف برطرف

میرا وہم مجھے تھوڑا اور بھی آگے لے جاتا ہے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ جس پاکستان میں اللہ کی مساجد سے اس کا کلمہ مٹانے کی کوشش ہو رہی ہے خواہ وہ مساجد احمدیوں ہی کی ہوں اگر اس کے باسی اس کلمہ دشمنی پر چُپ رہے تو کہیں خدانخواستہ پاکستان کو ہی کہیں گزند نہ پہنچ جائے۔ میں حکومتِ وقت سے، علمائے کرام سے اور ان سے بھی بڑھ کر پاکستان سے محبت رکھنے والے عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ میری ان گذارشات پر ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ میں احمدی نہیں ہوں۔ میرے دُور و نزدیک کے رشتہ داروں میں بھی کوئی احمدی نہیں۔ بس ایک سیدھے سادے پاکستانی مسلمان کے طور پر کلمہ دشمنی کی اس روش سے مجھے خوف آرہا ہے۔ یہ کلمہ دشمنی نہ صرف ہماری صفوں میں مذہبی رواداری کے فقدان پر دلالت کرتی ہے بلکہ ہمارے منافقانہ رویّے کی بھی غماز ہے۔

غور کیجئے کہ ایک طرف تو ہم کلمہ دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پاکستان کا مطلب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسی پاکستان میں اس کلمہ کو مٹانے کے درپے ہو گئے ہیں اس سے زیادہ منافقت کیا ہو گی۔ یقیناً ہر انصاف پسند سے کلمہ دوستی کی بجائے کلمہ دشمنی ہی قرار دے گا۔

۱۳۔ ہندوستان کی حکومت سیکولر ہے اور اس میں ہر شخص کو اپنے مذہب کے بارے میں آزادی ہے۔ کوئی شخص جو بھی مذہب رکھنا چاہے وہ رکھ سکتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنے میں بھی کھلی آزادی ہے۔ لیکن پاکستان کی دیکھا دیکھی یہاں کے مولوی بھی کبھی کبھی یہ آواز اٹھاتے ہیں کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ یہاں تو غیر مسلم اکثریت میں ہیں، اگر حکومت ہند پاکستان کی طرح ظالمانہ آرڈیننس پاس کرے تو سب کو غیر مسلم بنا سکتی ہے۔ لیکن جس طرح حکومت

پاکستان اور مولویوں نے پاکستان میں اسلام کو بدنام کیا ہے اور اسلام کی روایات کے بالکل برخلاف احمدیوں کی مذہبی آزادی سلب کیا ہے۔ حکومت ہند کبھی بھی سیکولرازم کو بدنام نہیں کرے گی اور کسی مذہبی فرقہ پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں لگائے گی، چنانچہ اسی جمہوری حکومت میں ہم احمدیوں کو بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے مذہبی آزادی حاصل ہے اور اپنے مذہبی احکامات پر ہم عمل کرنے میں ہر طرح آزاد ہیں۔ باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اذانیں دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۹۴۷ء کے ہوش رُبا زمانے میں بھی قادیان کے منارۃ المسیح سے باقاعدہ پانچ وقت اذان ہوتی رہی۔ اور اب بھی یہ اذان باقاعدگی سے منارۃ المسیح سے پانچوں وقت دی جاتی ہے بلکہ تہجّد کی نماز ادا کرنے کے لئے بھی منارۃ المسیح سے دُعائیہ کلمات کہہ کر درویشان قادیان کو بیدار کیا جاتا ہے اور تہجّد کی نماز بھی باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہے

ہندوستان کے مولویوں کے غور کے لئے جودھپور کے (۱۴۱) محبّانِ اسلام کا ایک مشترکہ اجتماعی بیان شائع کیا جاتا ہے۔ یہ بیان جناب ابوالاسرار صاحب رمزی اٹاوی ایم اے جودھپور کی طرف سے اخبار بدر قادیان کو اشاعت کے لئے بھیجا گیا۔ اور اخبار بدر ۷؍ مارچ سنہ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔ جسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

" ہم کسی جماعت یا فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ صرف سچائی کو قبول کرتے ہیں۔ ہم برسوں سے سُنتے آرہے ہیں کہ احمدی حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور یہ کہ وہ مسلمان نہیں۔ ہم نے ان کا لٹریچر دیکھا۔ پھر ہم نے قرآن کریم سے ملایا تو ایک بھی بات ایسی نہ پائی جس کی بنا پر ان کو اسلام سے

خارج کیا جاسکے۔ ان کے ہاں پانچوں ارکان: کلمہ، روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج بالکل وہی ہیں اور وہی قرآن و حدیث کی کتابیں جو اہل حدیث اور سُنّیوں کے پاس ہیں اور یہ الزام بھی غلط نکلا کہ (حضرت) مرزا غلام احمد کسی نئی شریعت کے حامل تھے۔

احمدی دعوت الی اللہ کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ اپنوں میں تبلیغ کرنا ایک معمولی کام ہے لیکن بین الاقوامی سطح پر غیر ممالک میں جاکر ان کی زبانوں میں اسلام پہنچاکر مسلمان بنا لینا ایک کارنامہ ہے۔ ان کے مشن ہر جگہ قائم ہیں۔ قرآن کے ترجمے دنیا کی کئی بڑی بڑی زبانوں میں کر چکے ہیں۔ نرے ملّاں یا "ابلہ مسجد" نہیں ہیں دین و دنیا کی اعلیٰ تعلیمات سے آراستہ ہیں۔ فلاحی کاموں سے بھی غافل نہیں ہیں لائبریری، شفاخانے اور کالج بناتے ہیں۔ اور غریبوں کی امداد بھی کرتے ہیں۔ یہ نہ ملک کے باغی ہیں نہ قرآن کے مجرم ہیں۔

"ہر ایک سے محبّت کرو اور نفرت کسی سے نہیں۔" یہ ان کا مقولہ ہے سائنس اور ریسرچ کی دُنیا میں وہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

افسوس کا مقام ہے جو جماعت کافروں کو تو مسلمان بنا رہی ہے اس کو کافر بتایا جارہا ہے۔ مولویوں کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے مومن و مسلم ہونے کا ثبوت مع شناختی کارڈ پیش کریں۔ ورنہ بتائیں کہ کسی کو کافر بنانے کا قرآن و حدیث میں کیا ثواب ہے؟ جو نظام قرآن و سنّت کے خلاف ہو اس کو ISLAMIC REPUBLIC کہنا اس کی توہین ہے۔ جو لوگ قرآن کا مذاق اُڑا کر ایک فرقہ کی دل آزاری کر رہے ہیں۔ ہم ان سے بیزار ہیں۔

ماضی میں پریوی کونسل اور متحدہ ہندوستان کی ہائی کورٹس کے کئی مسلمان اور

انگریز ججوں نے احمدیوں کا مسلمان ہونا تسلیم کیا ہے۔

علاوہ ازیں مفکرین اور مشہور شخصیتیں ان کو ایک اصلاح یافتہ اور دانشور فرقہ سمجھتی ہیں۔ ان میں یہ حضرات شامل ہیں۔

۱۔ قائداعظم محمد علی جناح	۲۔ علامہ اقبال
۳۔ علامہ نیاز فتح پوری	۴۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی
۵۔ مولانا شبلی	۶۔ سر سید
۷۔ علامہ شلتوت شیخ الازہر	۸۔ خواجہ حسن نظامی
۹۔ سلطان ابن مسعود	۱۰۔ مولانا محمد علی جوہر

سب کے فیصلوں سے بڑھ کر اللہ کا فیصلہ ہے۔ اور وہی ماننے کے قابل ہے۔ سورۃ النساء کی آیت ۹۴ میں یہ حکم موجود ہے۔

"جو تم کو اظہار اسلام کے لئے سلام کرے تم اس کو یہ نہ کہنا کہ تو مومن نہیں"۔

اس فیصلہ کے بعد ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف جو ایجی ٹیشن چل رہا ہے۔ اس کے لئے کوئی جواز نہیں۔ ہم حق کی حمایت میں آواز بلند کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہم احمدیوں کی حمایت میں نہیں بلکہ ظلم کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔

دستخط

۱۔ اشراق صدیقی پاوٹا جودھپور	۲۔ ایم اے انصاری
۳۔ اسرار صدیقی محلہ اودے مندر "	۴۔ عبدالحلیم
۵۔ عبدالعظیم خاں ایم کام سی اے انٹر	۶۔ عالم علی خاں مویل جودھپور
۷۔ مشتاق صدیقی شیپ ہاؤس جودھپور	۸۔ ابراہیم خان مویل
۹۔ محمد صدیق خاں بھارت کالونی "	۱۰۔ اسلم شیخ جودھپور

۱۱۔ شہزادہ علی (ایم اے ایل ایل بی) ہنومان بھاکری جودھپور
۱۲۔ جلال الدین محلہ اودے مندر آس جودھپور
۱۳۔ اعتقادالدین (ریٹائرڈ) کھاریہ کنواں محلہ اودے مندر جودھپور
۱۴۔ ابوالاسرار رمزی اٹاوی ایم اے جودھپور

مندرجہ بالا مختلف آرائے سے ظاہر ہے کہ جنرل ضیأ کا آرڈیننس دانشوروں کے نزدیک نہایت ہی ظالمانہ ہے اور جنرل ضیأ جماعت احمدیہ کے بارے میں یہ اقدامات کر کے کوئی اسلامی خدمات سرانجام نہیں دے رہے ہیں بلکہ پاکستان کے کٹّر مُلّاؤں کو خوش کر کے اپنی کرسی کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔

عربی زبان کا ایک محاورہ ہے اِذا جاء الحَین لَمْ یبق اذن ولاعین یعنی جب موت آتی ہے تو کان اور آنکھ کام نہیں کرتے۔ اور انسان اندھا اور بہرہ ہو کر ایسے کام کرتا ہے جن کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کہ ان کاموں کے کرنے سے اسے کامیابی اور کامرانی مل جائے گی۔ لیکن دراصل وہی کام اس کی ناکامی کا موجب بن جاتی ہیں۔ پس صدر ضیأ کا یہ خیال کہ وہ جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر اور نظامِ مصطفیٰ قائم کرنے کا دھوکا دے کر کامیاب ہو جائے گا۔ ایں خیال است و محال است و جنوں

اسلامی دُنیا میں سب سے پہلے انسان کے اپنے کردار کو دیکھا جاتا ہے۔ ضیأ کا اپنا کردار قطعی غیر اسلامی ہے۔ وہ شراب کا رَسیا ہے۔ جب کہ قرآن کریم کہتا ہے شراب مت پیو۔ گذشتہ دنوں جب وہ دہلی میں Non ALINCE کانفرنس میں شمولیت کے لئے آیا تو پردھان منتری اندرا گاندھی سے ملتے وقت اس سے ہاتھ ملایا جب کہ اسلام میں مردوں کو غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس وقت اس کی بیگم بھی ساتھ تھی اور وہ بے پردہ سب کے ساتھ Shake hand

کر رہی تھی جب کہ اسلام عورتوں کو پردہ کی تاکید کرتا ہے اور ساتھ ہی غیر مردوں سے ہاتھ ملانے کی ممانعت کرتا ہے۔

پس اے صدر ضیاؔ ہوش کرو اور آنکھیں کھولو۔ اور خود پہلے مسلمان بنو ورنہ جس کرسی کو بچانے کے لئے اسلام کے نام سے اور نظامِ مصطفیٰ قائم کرنے کے نام سے اس قسم کی مکاریاں اور دھوکہ بازیاں کر رہے ہو وہ کرسی نہیں بچے گی۔ نہیں بچے گی... نہیں بچے گی۔ یہ کرسی ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور تمہارا انجام بھٹو سے بھی بدتر ہوگا۔

بھٹو نے ۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کو Not Muslim قرار دیا تو وہ اس وقت پاکستان کی وزارت عظمیٰ کی کرسی پر تھا اور یہ کہتا تھا میری یہ کرسی بڑی مضبوط ہے اس کو کوئی نہیں ہلا سکتا۔ لیکن اس وقت بھی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی روشنی میں علی وجہ البصیرت یہ سمجھتی تھی کہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ وزارت عظمیٰ کی کرسی سے اُتار کر تختۂ دار پر چڑھا دیا گیا۔

اور آج ضیاؔ الحق کے بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی روشنی میں ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو عزّت دے گا اور الہام : اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ (میں ہر اس شخص کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت کا ارادہ بھی کرے) کے مطابق آپ کی توہین و تذلیل کرنے والے آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رُسوا کرے گا۔ انشاءاللہ

رُوہیل کھنڈ کے علماٗ کی طرف سے ۱۹۰۷ء میں ایک فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں شائع کیا گیا۔ جس کا عنوان تھا۔

"فتویٰ علمائے رُوہیل کھنڈ بابت مرزا قادیانی مدّعی نبوّت"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ (فتویٰ کفر کے بارے میں)

یہ اشتہار میں نے پڑھا اور ان لوگوں کی سخت زبانی پر بہت افسوس ہوا ۔ مگر مجھے یہ الہام ہوا ۔

☆ ۱ ۔ حالیا مصلحت وقت دراں مے بینم

یعنی اے صاحب حال میں اسی میں مصلحت وقت دیکھتا ہوں ۔

اور یہ بات سچ ہے کہ کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں آیا جو ستایا نہیں گیا ۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا ۔

☆ ۲ ۔ رَبِّ اَخْرِجْنِی مِنَ النَّار ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَخْرَجَنِی مِنَ النَّار ۔ اِنِّی مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ وَاُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ وَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ اِلَی الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۔ (تذکرہ صفہ ۷۲)

ترجمہ : اے میرے رب مجھے آگ سے نکال ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے ۔ جس نے مجھے آگ سے نکالا ۔ میں رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس کو ملامت کروں گا جو اسے ملامت کرے گا ۔ اور تجھے وہ چیز عطا کروں گا جو ہمیشہ رہے اور وقت معلوم تک میں زمین پر رہوں گا ۔

☆ ۳ ۔ پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اس کو زمین کی طرف گرتے دیکھا ۔ پھر کسی نے کہا ۔

"غلام احمد کی جے" ۔ یعنی فتح ۔

(تذکرہ صفہ ۷۲)

مذکورہ الہامات کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے ۱۴ ؍ جون سنہ ۱۹۳۵ء خطبۂ جمعہ کے دوران فرمایا :

"ان الہامات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کوئی خاص مصائب نہیں آئے جس سے ثابت ہے کہ یہ الہامات آئندہ زمانہ کے متعلق ہیں ۔ . . . . دیکھو ان الہامات میں کس طرح بتایا گیا ہے کہ آپ کے متبعین کے لئے ایک جہنم تیار کی جائے گی یہ جہنم چونکہ آپ کے زمانہ میں نہیں اس لئے لازماً آپ کے بعد کے زمانہ کے لئے ماننی پڑے گی مگر اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھیوں کو اس سے بچالے گا ۔ کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جائیں گی ۔ جن کا جواب خود خدا دے گا ۔ اور اس وقت تک تائیدِ الٰہی ختم نہ ہوگی جب تک احمدیت کی فتح نہ ہو ۔ اور دُنیا میں غُلام احمد کی جے کے نعرے بلند نہ ہوں ۔ جے کا لفظ بتاتا ہے کہ اس مخالفت میں ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں گے ۔ لیکن بتادیا ہے کہ آخر وہ جے کہنے پر مجبور ہوں گے ۔ پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں خبریں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ابتلا آئیں گے اور سخت آئیں گے گالیاں دی جائیں گی ۔ ہندو بھی مخالفت میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں گے ۔ مگر اللہ تعالیٰ احمدیت کو فتح دے گا ۔ حتیٰ کہ مخالف بھی پکار اٹھیں گے کہ غُلام احمد کی جے ۔"

(تذکرہ صد ۷۲۱)

(الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۹۲ ۔ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۳۵ء)

❁ اس کے بعد ۱۹ ، اگست ۱۹۰۷ء کا الہام ہے ۔

"آید آں روزے کہ مستخلص شود"

وہ دن آرہا ہے کہ وہ تکلیف سے رہائی پائے ۔

❁ پھر ۲۳ ، اگست ۱۹۰۷ء کے الہامات ہیں :

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ ۔

تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ سے روکا۔ ان کو ان کے رب سے غضب پہنچے گا۔

۲۔ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ۔

جس دن آسمان کھلے طور پر دھواں لائے گا

۳۔ اِنَّ خَبَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاقِعٌ

اللہ کے رسول نے جو خبر دی تھی وہ واقع ہونے والی ہے۔

۴۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

غم نہ کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۵۔ اِنَّ رَبِّیْ کَرِیْمٌ قَرِیْبٌ

تحقیق میرا رب سخی ہے اور نزدیک ہے۔

۶۔ اِنَّہٗ فَضْلُ رَبِّیْ۔ اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا

میرے رب نے فضل کیا وہ مجھ پر مہربان ہے۔

۷۔ اِنِّیْ مَعَكَ یَا اِبْرَاھِیْمُ

میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم۔ (تذکرہ صـ ۷۲۴)

ﷺ پھر فرمایا۔ ایک اور الہام ہوا۔

۸۔ وَیَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَاءِ
یَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام کریں گے۔
وہ دُور دراز جگہوں سے تیرے پاس آویں گے۔

۹ تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افناء تیرے ہی ہاتھ سے مقدّر تھا۔ یعنی جو

لوگ تجھے رسوا اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہی رسوا اور ہلاک ہوں گے۔"
اور پھر فرمایا کہ :

۱۰۔ اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ الرَّحْمٰنُ ۔ ذُو الْعِزِّ وَالسُّلْطَانِ ۔ مَنْ عَادٰی وَلِیًّا لِّیْ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ ۔ اِنِّیْ مَوْجُوْدٌ فَانْتَظِرْ ۔ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ ۔ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ لَکُمْ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۔ اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْبَرَکَاتِ ۔ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اِنِّیْ مَعَکَ ۔ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۔

یعنی ۔ میں رحمٰن ہوں صاحب عزّت و سلطنت ۔ جو میرے ولی سے دشمنی کرے ۔ گویا وہ آسمان سے گر گیا ۔ میں موجود ہوں ۔ پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ ۔ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے عنقریب ان پر غضب الٰہی نازل ہوگا ۔ ہم عذاب نازل نہیں کرتے مگر اس حالت میں کہ جب پہلے رسول آجاوے ۔ یعنی دنیا پر عذاب شدید نازل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول آگیا ہے ۔ اور پھر فرمایا : عذاب سے وہ لوگ نجات پائیں گے ۔ جنھوں نے دلوں کو پاک کیا ۔ اور وہ لوگ سزا پائیں گے ۔ جنھوں نے اپنے نفسوں کو گندہ کیا ۔ ان کو کہہ دے کہ میں تمہارے لئے مامور ہو کر آیا ہوں ۔ پس وہی کرو جو میں حکم کرتا ہوں ۔ یہ برکت کے دن ہیں ، ان کا قدر کرو ۔ اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں ۔ مجھے روز روشن کی قسم ہے اور اس رات کی جو تاریک ہو ۔ جو تیرے رب نے تجھے دشمن نہیں پکڑا ۔"

(تذکرہ صفحہ ۳۳۴ و صفحہ ۳۳۵)

پھر ۲۹ ر نومبر ۱۹۰۷ء کو آپ کو الہام ہُوا۔

۱۱۔ اِنَّمَا صَنَعُوا هُوَ كَيْدُ سَاحِرٍ . وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰی

تحقیق جو کچھ انھوں نے بنایا ہے۔ یہ ایک دھوکے کا منصوبہ ہے۔ اور

دھوکہ باز کامیاب نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنے دقیق مکر سے میدان مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو مٹانا چاہتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اُسے بامراد نہیں کرے گا۔ بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی۔ (تذکرہ صہ ۷۴۱)

پھر تذکرہ ایڈیشن دوم کے صہ ۸۳۳ تا صہ ۸۳۵ جو حضور کے رُویا و الہامات، درج ہیں وہ بھی پاکستان کے موجودہ حالات اور بعض خصوصی طور پر صدر ضیاءُ الحق سے تعلق رکھتے ہیں اور نہایت ہی قابلِ توجہ ہیں۔ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

☆ خواب۔ ۹ ر نومبر ۱۸۹۲ء کو

"میں نے خواب میں دیکھا کہ قادیان کی طرف آتا ہوں۔ اور نہایت اندھیرا ہے۔ اور مشکل راہ ہے۔ اور میں رجماً بالغیب قدم مارتا جاتا ہوں اور ایک غیبی ہاتھ مجھ کو مدد دیتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں قادیان میں پہنچ گیا اور جو مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے وہ مجھ کو نظر آئی۔ پھر میں سیدھی گلی میں جو کشمیریوں کی طرف سے آتی ہے چلا۔ اس وقت میں نے اپنے تئیں ایک سخت گھبراہٹ میں پایا کہ گویا اس گھبراہٹ سے بیہوش ہوتا جاتا ہوں۔ اور اس وقت بار بار ان الفاظ سے دُعا کرتا ہوں کہ رَبِّ تَجَلَّ رَبِّ تَجَلَّ (اے میرے رب تجلی فرما۔ اے

میرے رب تجلّی فرما) ۔ اور ایک دیوانہ کے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے ۔ وہ بھی رَبِّ تَجَلّ کہتا ہے اور بڑے زور سے میں دُعا کرتا ہوں ۔ اور اس سے پہلے مجھ کو یاد ہے کہ میں نے اپنے لئے اور اپنی بیوی کے لئے اور اپنے لڑکے محمُود کے لئے میں نے بہت دُعا کی ہے ۔ پھر میں نے دو کُتّے خواب میں دیکھے ۔ ایک سخت سیاہ[ل] اور ایک سفید۔ اور ایک شخص ہے کہ وہ کتّوں کے پنجے کاٹتا ہے ۔"

٭ پھر الہام ہوا ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

قَدْ جَاءَ وَقْتُ الْفَتْحِ وَالْفَتْحُ اَقْرَبُ

تم بہترین اُمّت ہو ۔ جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے نکالی گئی ہے فتح کا وقت آگیا ہے اور فتح بہت قریب ہے ۔

۸ مارچ ۱۸۹۳ء یکم رمضان المبارک

۱ ۔ اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی ۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

۲ ۔ نَجَّیْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُوْنًا

۳ ۔ رسید مژده کہ ایام غم نخواہد ماند

۴ ۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ

۵ ۔ اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَیِّتُوْنَ

[ل] سیاہ کتّا بھٹو تھا اور سفید کتّا صدر ضیأ الحق ہے ۔ جو بظاہر اسلامی سفید لبادہ اوڑھ کر دھوکا دے رہا ہے ۔

۶۔ لَنُبَدِّلَنَّکُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِکُمْ اَمْنًا
۷۔ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۔

ترجمہ: میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں سنتا اور دیکھتا ہوں۔
ایسے طریقے سے مدافعت کر جو احسن ہو۔
۲۔ ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تیری خوب آزمائش کی۔
۳۔ خوشخبری پہنچی کہ غم کے دن نہیں رہیں گے۔
۴۔ خدا ہی کے لئے ہے معاملہ اس کے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی۔
۵۔ تو بھی مرے گا اور وہ بھی مریں گے۔
۶۔ یقیناً ہم تمہارے خوف کی حالت کو اس کے بعد امن کی حالت میں بدل دیں گے۔ وہ اپنے
۷۔ منہ پیٹیں گے کہ کہاں بھاگیں۔

❊ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ

ترجمہ: اس دن وہ زمین دوسری زمین میں تبدیل کر دی جائے گی۔
یعنی زمین کے باشندوں کے خیالات اور آئین بدلائی جائیں گے۔

❊ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۔ اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۔

❊ اِنَّا مُقْتَدِرُوْنَ وَ اِنَّا قَادِرُوْنَ ۔

ان کو مقررہ میعاد تک ڈھیل دے رہا ہے۔ وہ میعاد قریب ہے۔
ہم قادر و توانا ہیں اقتدار دینے والے ہیں۔

جون سنہ ۱۸۹۳ء ایک دشمن کی نسبت یہ الہام ہے نام اس دشمن کا یاد نہیں۔

❊ یَمُوْتُ قَبْلَ اَزْ ثَمَانِیَہ

ترجمہ: آٹھ سے پہلے مرے گا۔

مگر معنی بھی یاد رہے کہ ان کے کلمات ایسے ہی تھے کہ تیرا خدا مددگار ہو۔ تیری فتح ہو۔ پھر میں اس مجلس میں بیٹھ گیا اور کہا کہ میں نے خواب بھی دیکھی ہے کہ کسی کو میں نے السّلام علیکم کہا ہے۔ اور اس نے جواب دیا ہے وعلیکم السلام والظفر۔ (تذکرہ صفحہ ۸۳۳ تا صفحہ ۸۳۶)

یہ جملہ الہامات بتاتے ہیں کہ بالآخر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو فتح عطا کرے گا۔ اور سب مولوی اور دشمن خائب و خاسر ہوں گے۔ احمدیت کے خلاف یہ لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور حقیقت وہی ہے، جس کا اظہار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدّام الاحمدیہ یورپ کے اجتماع میں فرمایا کہ:

"پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے جس طرح Swan Song ہوتا ہے۔ موت سے پہلے بطخ کا گانا۔ یہ انگریزی کا محاورہ ہے۔ جب بطخ مرنے کے قریب آتی ہے تو بلند آواز میں بڑے میٹھے گانے گاتی ہے اور اس کے بعد جواب دے دیتی ہے۔ تو مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ مخالفین احمدیت کا یہ Swan Song ہے۔ بظاہر وہ احمدیت کی موت کے ترانے الاپ رہے ہیں لیکن میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ اپنی موت کے گانے گا رہے ہیں اس کے سوا اور کوئی آواز نہیں۔ جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے احمدیت کی صف لپیٹنے والا کسی ماں نے کوئی بچّہ نہیں جنا۔ نہ پہلے تھا نہ آج ہے، نہ آئندہ کبھی ہو گا۔"

اسی خطاب میں آپ نے آگے جا کر فرمایا :

وہ جماعت (یعنی احمدیہ جماعت) آج کچھ اور ہے جس کو احرار نے مٹانے کی کوشش کی تھی ۔ سینکڑوں گنا زیادہ طاقتور ہے ۔ آج اس سے جتنی اس وقت تھی یعنی ۳۴-۱۹۳۳ء میں ۔

آج جس جماعت کو وہ مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل یہی جماعت سینکڑوں گنا بڑھ کر ابھرے گی اور چھوٹے چھوٹے ممالک وہم بھی نہیں کر سکیں گے کہ ہم اکیلے اس جماعت پر حملہ کرنے کا خیال کر سکتے ہیں . . . . .

آئندہ بھی مخالفتیں ضرور ہوں گی ۔ اس سے انکار نہیں ۔ کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مشکل رستوں سے گذرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو ۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں . . . . .

اس مخالفت کے بعد جو اگلی مخالفت مجھے نظر آرہی ہے ، وسیع پیمانے پر وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں ۔ اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازش کریں گی ۔ اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی ، اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدّر میں لکھی جائے گی وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا ہے ۔ وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا ۔ اور ان کا دنیا سے نشان مٹا دے گا ۔ اور جماعت احمدیہ نے بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح میں شامل ہونا ہے ۔"

احمدیت کے جانباز سپاہی اپنے خلیفہ کی قیادت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تمام عالم میں لہرادیں گے۔ اور دنیا میں صرف، احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہوگا، جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

طالب دعا : محمد عارف الدین احمدی حیدرآباد